



اعمال

بیتاوا و کمنوی

کفر و ایمان

بہارِ احسنی

اردو ایکسپریس لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

۱۹۴۵ء

قیمت ۸/۰

بار سوم

انتساب

میں اپنے اس دیوان موسوم بہ کف و ایمان کو اپنے پیرو مرشد
سرکارِ طریقت مدارِ حضرت شاہ محمد تقی صاحب المعروف بہ
عزیز میاں صاحب نظامی نیازی سجادہ نشین خانقاہ نیازیہ
بریلی کے نام مقدس سے معنون کرتا ہوں۔

ہزار و لکھنوی

پشت

نہ سٹائش کی تمنا نہ صلے کی پروا
گر نہیں ہیں مے اشعار میں معنی نہ سہی

بہزاد کھنوی

فہرس

۷	نعت
۱۷	غزلیات
۸۵	نظمیں
۱۰۵	گیت

نعت

حمد پاک

پایا نہ جب سہارا اے وہاں کے مالک
 مغموم ہوں بدل دے اب تو سرتوں سے
 میں نے تجھے پکارا اے وہاں کے مالک
 تقدیر کا ستارا اے وہاں کے مالک
 تو نے دیا سہارا اے وہاں کے مالک
 تجھ کو ہے کوا را اے وہاں کے مالک
 ہر سوج ہے کنار اے وہاں کے مالک
 ادنیٰ ترا اشارا اے وہاں کے مالک
 گروہ زنا خدا ہے شامل تری عطا ہے
 سقا ہمارے بگڑے کاموں کو ہے بنانا

دنیا ئے بندگی میں بسزا دے ہمیشہ
 سجدہ تجھے گزارا اے وہاں کے مالک

نعت

بادشاہِ ہدا ہے اور میں ہوں اب تو خود مدعا ہے اور میں ہوں
 دل ہے بیتاب حسرتِ طیبہ اک غم لا دوا ہے اور میں ہوں
 ہوگی اک روز دیدارِ حضور اب تو یہ آسرا ہے اور میں ہوں
 بے قراری میں مل رہا ہے سکون دردِ مثل دوا ہے اور میں ہوں
 آنکھ سے گرہے ہیں اشکِ الم خوفِ روزِ جزا ہے اور میں ہوں
 دے رہا ہے مجھے مرا داتا ہاں کسی کی عطا ہے اور میں ہوں

نعتِ خوانی کا ہے سلسلہ ہزاروں

صرف یادِ خدا ہے اور میں ہوں

زیب فرش جہاں رسول خدا زینتِ آسماں رسول خدا
 بخششائینگے ایک دن سب کو حامی عاصیاں رسول خدا
 باقی لفظ کن ہے ذاتِ انکی وجہ کون و مکاں رسول خدا
 واقفِ راز ابتدا بھی ہیں ختمِ پنجمیں رسول خدا
 خالقِ دو جہاں بھی ہے راضی ہیں اگر ہر باں رسول خدا
 نورِ مہر و مہ و کواکب کیا سب میں جلوہ کناں رسول خدا

دیکھنا ہے یہ ہم کو اے ہزارو

کب بلائیں وہاں رسول خدا

ابتدائے کل وہی ہیں وہ ختم المرسلین

جنکے صدقے میں ہے دنیا جنکے صدقے میں ہے دین

فرش کو بھی فخر ہے ان کی ہی ذاتِ پاک پر

ناز کرتا ہے زمین کی ذات پر عرشِ بریں

ان کی رحمت عام ہے سارے زمانے کے لئے

وہ شفیع الذنبین ہیں رحمت للعالمین

اُن کے جلووں سے منور ہیں ستارے شام کے
 اُن کی تابانی سے روشن ہیں یہ دراست زمیں
 خضر کے رعبِ روہی ہیں نوح کے تہدم وہی
 ہے انہیں کے نور سے رخشندہ آدم کی تبیں
 اڈا سے ہزار و گز تم کو بے تسکیں کی تشر
 جس کو کہتے ہیں مینہ ہیں وہیں دنیا و دیر

خدایا نئی زندگی چاہتا ہوں فقط دل میں یاد بنی چاہتا ہوں
 ہے طیبہ کی خاطر ٹپنے کی خاطر ام کے لئے یہ خوشی چاہتا ہوں
 پلاسا قیاحبام عشق محمّد کہ سروقت اک بخودی چاہتا ہوں
 دکھا دے کوئی جلوہ اے محمّد محبت کی تابست رگی چاہتا ہوں
 گذر جائے جو صرف یاد بنی میں الہی میں وہ زندگی چاہتا ہوں
 ہے یہ درد یاد بنی کا سہارا میں کب دروداں میں ہی چاہتا ہوں

جو ہزار و جاتی ہے سوئے دین
 اُسی راو کی سرمدی چاہتا ہوں

سیر میری نصیب یاد شاہ مدینہ دکھا دو مجھے بارگاہ مدینہ
 مجھے کامرانی عطا کرنے والے خدا را بنا دے تبار مدینہ
 بہترین عشق دست مری کام آئے کہ ہو میرا سر دار راہ مدینہ
 پینسا ہوں میں آلام دنیا میں بچید کرم اسے شہ دیں پناہ مدینہ
 حقیقت میں آنکھیں ہوں اس وقت روشن نظر آئے جب جلوہ گاہ مدینہ
 میرے دل کی دنیا میں ظلمت بہت ہے کرم اسے تجلی ماہ مدینہ
 میں سمجھوں کہ ہزار وہاں زلیلت پائی
 جو ہو زندگی صرف راہ مدینہ

دل کی حالت کیا کہوں یاد مدینہ دل میں ہے
 ہیں یہاں پر ہوں گریہ دل اسی محفل میں ہے
 بے کس و مجبور رہتے جو دل اسی محفل میں ہے
 دل بچتا جس منزل کا طالب اسی منزل میں ہے
 سرور کو ان دو مکان میں ہی مدد فرمائیے
 سروریت جلد سے کہے مدد سے زندگانی مشکل میں ہے

دل کے ہر گوشے میں ہے یادِ شاہِ بدایہ کی یادیں
 میں اسے بھی دل سمجھتا ہوں کہ میرے دل میں ہے
 آپ کی نورانیت کا ہونہیں سکتا شمار
 آپ ہی کے نور کا صدقہ مہ کا مل میں ہے
 اللہ آپ کے دستِ کرم کی بخشش میں
 ایک دنیا ایک عالمِ دامنِ سال میں ہے
 وجد آتا ہے مجھے ہزاروں جب پڑھتا ہوں نعت
 خود بخود وہ لب پہ آتا ہے جو میرے دل میں ہے

قلب مضطرب کھو گیا شاہِ بدایہ کی یاد میں
 حاصلِ بندگی ہے حاصلِ صد زندگی
 اب رہاں کے نہ سریت کے نہ خواہش کے نہ کیفیت
 صرف طیبہ کی طلب ہے صرف شربِ کائنات
 میرا دل دل بن گیا شاہِ بدایہ کی یاد میں
 میرا دامنِ بھر گیا شاہِ بدایہ کی یاد میں
 اور مجھ کو کیا بدستِ بدایہ کی یاد میں
 بے طلبِ ذاتا نے اتنا دے دیا اللہ کے دین
 زندگی کا لطف نہیں بندگی کا کیفیتِ خس

کاش وہ دن آئے اسے ہزارویہ دنیا کے
سوئے شربِ چل یا شاہِ ہدا کی یاد میں

اے شاہِ ہدا سبحان اللہ جب نام تمہارا آتا ہے
اک روح کو تسکین ملتی ہے اک کیفِ سادِ دل پر چھپاتا ہے
یاد آتی ہے اپنی مجبوری اُس ارضِ مقدس سے دوری
دلِ خون کے آنسو روتا ہے جب کوئی مدینے جاتا ہے
امیدِ مدینہ کے صدر سے کچھ حالِ نرا لے ہیں دل کے
یہ پھول کبھی کھل جاتا ہے یہ پھول کبھی مرجھاتا ہے
اک آگ لگی ہے سینے میں اک لطف ہے حاصل جینے میں
ہاں اس کی صورت دیکھتا ہوں جو کوئی مجھے سمجھاتا ہے
ہزار خیرِ طیبہ کو چلو بہ نظر آنکھوں سے دیکھو
دینے والا کیا دیتا ہے پانے والا کیا پاتا ہے

کلامِ خدا ہے کلامِ محمد
 اسی سے سچے تو مفت کلامِ محمد
 الہی مری بقیہ ساری نہ جائے
 ہمیشہ رہوں تشنہ کلامِ محمد
 عبادت کی جان عبادت کا دل ہے
 دُرودِ محمد سلامِ محمد
 جہاں انتہا کا جہلا خوف کیوں ہو
 کہ ہرابتِ راستہ بہ نامِ محمد
 مینے بچکر نظر سے بھی دیکھوں
 قصور میں بنے صبح و شامِ محمد
 فقط ہیں اب اسلئے بنے ہوں
 کوئی لے کے آئے پیادِ محمد

میں بہتراد سمجھوں کہ معراجِ پانی

جو دنیا پکارے غلامِ محمد

غزلیات

رنگ و بہارِ بوستان چھوڑ کے جا رہا ہوں میں
 نائے خود اپنا آستیاں چھوڑ کے جا رہا ہوں میں
 پھولوں سے مرنے کو موڑ کے غنچوں کے دل کو توڑ کے
 سارے تمہیں کو مہرباں چھوڑ کے جا رہا ہوں میں
 جلوہ کناں ہو تم جہاں دل کو ملی جہاں اماں
 اپنی نگاہ کو دیاں چھوڑ کے جا رہا ہوں میں
 میری جبین بے اماں دُور نہیں وہ آستان
 اب تو خیال این و آن چھوڑ کے جا رہا ہوں میں
 جس سے کہ دل کو حق شہ راجس پہ فدا سے ہر بہار
 نائے وہ دور وہ آستان چھوڑ کے جا رہا ہوں میں
 کیسے زمین و آسمان دیکھے تباہی کے مہوں نصیب
 کیسے زمین و آسمان چھوڑ کے جا رہا ہوں میں

اور نہیں ہے کچھ خیال تھکوتھک جیسے رمل
حسن ہمارے خزاں تھوڑے کے ہمارے ہوا میں

اتنا بڑھا پناہ عشق صورت نہ ہو گیا
قائب غریب کی نہ پوچھ وقت گداز ہو گیا
اُفسسے فور بندگی بندے ہیں کہ شمع کے تم
دل کا عجیب حال ہے تیرا اُسے خیال ہے
لب پہ دعا نہیں بھی نالہ رسا نہیں ابھی
بجہ عشق کو نہ دیکھ سجده عشق کو نہ پوچھ
زنگ مریمین عشق کے تھکے تھکے کیا ہی
میں تزاراز میں گیا تو مراد از ہو گیا

خوبی بانی کا بیکش رہا ہے
شکام کی زبانی بھی انہوں کی زبانی
موتھ میں سنا ہے غنہ میں بیکش رہا ہے
ایسے میں چیتہ کو نگاہوں میں سنا ہے

ہاں حسنِ جماعت مرا اب تک جوان ہے
 اے غریبِ دانش جو ابھی کے ترانے
 اسی بات کی سلسل سے سے تسبیح کی حالت
 سمجھے کہ نہ سمجھے کوئی مانتے کہ نہ مانے
 جس سمت بھی جاؤ گے قیامت میں سنو گے
 کچھ میرے فسانے ہیں تو کچھ ان کے فسانے
 ہر لمحہ کٹا ہے ہیں ہر اک لمحہ اشار سے
 اندر سے زنجیری القیاس کے زبانی

ہزارہ زبیں کو ترے ہزار حسنین کو
 نظروں سے ہر طور و حال سے پریشان

نظروں کے مقابل رہو یا دور رہو تم
 اللہ کے خوش رہو سرور رہو تم
 میری بیگناہیوں کو کوئی چیز نہیں
 خود اپنی ہی نظروں سے ذرا دور رہو تم
 ہر چیز کے محنت اور ہر چیز کے مالک
 اس پر یہ قیاس ہے کہ چہرہ رہو تم
 کوئی چیز سے قائم نہیں سب سے غم زبوں میں
 خوشیاں ملوں مبارک ہو یہ سرور رہو تم
 ہر چیز کو یہ سب سے بہتر ہے رہو رہو تم
 آواز دانی میں دیر دیر رہو رہو تم
 ہر چیز کو یہ سب سے بہتر ہے رہو رہو تم
 آواز دانی میں دیر دیر رہو رہو تم
 ہر چیز کو یہ سب سے بہتر ہے رہو رہو تم

تم کو نہ نظر غنچہ رگل کی کہیں لگ جائے نگشتن کی نگاہوں سے بھی مستور رہو تم
 آنسوئے خدا کے لیے تم آنکھ میں لاؤ یہ جبر بھی اچھا ہے کہ عجب بور رہو تم
 ہزار دہریں مصلحت عشق کی خفا طر
 مجبور رہو تم آنکھ بھی نہ بخور رہو تم

یوں ہی غم کے نعمات گاتا ہوا گذر جاؤں میں سُکراتا ہوا
 وہ آیا وہ آیا وہ آیا کوئی خود اپنی بہاریں لٹاتا ہوا
 چلا آتشِ کناں زیر لب امیدوں کے غنچے کھلاتا ہوا
 ترا جسلوہ نو بہ نو آگیا ہر اک گل کا دل لگداتا ہوا
 ادھر کو تو ہی کیا گیا ہے ابھی محبت کے کچھ گدیت گاتا ہوا
 یہ جی پتا ہوتا ہے گذر جاؤں میں تری آنکھ سے منہ چراتا ہوا
 سنے گا جو وہ میرا حال الم چلا آئے گا مسکراتا ہوا

ہے ہزار دہریں غم کوئے بتاں

کہ جاؤں جوانی لٹاتا ہوا

جلوہ شامِ سحر بن جائیے آئیے کیفیت نظر بن جائیے
 آئیے سنئے دھاؤں کو مری اور دھاؤں کا اثر بن جائیے
 ہے منہ، کیجئے ظلم و ستم وجہِ اشکِ چشمِ تر بن جائیے
 آپ کو جلوہ کی ہے کوئی کمی رونقِ دیوار و در بن جائیے
 ان دھاؤں سے تو ہر مہر بھی بے وفا بارِ دگر بن جائیے
 کچھ نہیں ہے قیدِ سن و عاشقی دھندلے ہر رگِ زہر بن جائیے
 رو بہ ہمسراؤں کے بھی آکے آج جانِ دل جانِ نظر بن جائیے

ہیں ایک آہ میں شرا مٹانے والے تو سہی
 تری قسم کہ تجھے ڈگمگانے والے تو سہی
 زمانہ کچھ بھی کہے مجھ کو کیا زمانے سے
 قدمِ قدم پہ جو ہیں سرِ حجب کا نہ والے تو سہی
 غموں میں کیفیتِ جو ملتا ہے کوئی کیا جانے
 ہزار قسم پہ بھی میں شکرانہ والے تو سہی
 مجھے تو بسند کی انعم کا لطف لینا ہے

ہر ایک اشک کو سجدے کرانہ دوں تو سہی

ہنسہیں ہنسہیں مرسے غم پر وہ وقت آیا

میں اپنے سائے میں بھی رلانہ دوں تو سہی

ذرا وہ دیکھتے جاؤں کرشمہ ہائے جنوں

ہر ایک شہ پہ وگل کو ہنسانہ دوں تو سہی

ذرا سی یاد جو باقی ہے ان کی اے ہزار

اے کھن قلب سے اپنے بھلانہ دوں تو سہی

عیش ہی سے ہے قار زندگی صبر کر اے بے قدر زندگی

اللہ اللہ استبار زندگی ہو رہا ہے اتھلا زندگی

اک نظر پان کی مزا ہے مجھے اک نظر پہ ہے ہمار زندگی

ان کے ہونٹوں پر بسم آگیا مژدہ بناو اے کامگار زندگی

زندگی ہے دست کی مرغی کا نام دوست کو ہے خیار زندگی

مجھ کو جب منت کی عادت ہے کیوں ہوں منت گزار زندگی

زندگی غم عطا کرے مجھے جسم اے پروردگار زندگی

ہنستے ہنستے بھی تو رو دیتا ہوں کون ہے مجھے سا شکارِ زندگی

آج اسے ہزار کیسے ہیں یا شک
خیر ہے اسے بقیہ سارا زندگی

میرزا تمہیں ہو جوانی تمہیں ہو	مری رونقِ زندگی کافی تمہیں ہو
تمہیں میری مستی تمہیں میری مستی	تمہیں ہو اطمینانِ کافی تمہیں ہو
تمہیں غم کی دین داستان کیا سناؤ	کہ میری کھل کس فی تمہیں ہو
کسی اور سے مجھ کو کیا واسطہ ہے	کہ میری تباہی کسے باقی تمہیں ہو
پس فتنے ستائے کبھی نول روشن	مگر مرکزِ صوفیائی تمہیں ہو
گزار دینا کجا سجدے تمہائے ہنر پر	کہ بخشندہ کامرانی تمہیں ہو

سناں کیوں نہ ہزار دم سے غزل و

کہ جب مالکِ خوش بیانی تمہیں ہو

وہ نگاہ واپس کیا کہہ گئی عاشقی کروٹ بدل کر رہ گئی
 جی رہا ہوں ان پر مٹنے کے بعد زندگی بدنام ہو کر رہ گئی
 میں نے بھی پائی ہے اچھی زندگی ہر اذیت کو نوشتی سے سر گئی
 دل جوا بڑا ہو گئے آنسو رواں اک ندی آنکھوں سے خوں کی گئی
 داستان غم پر مجھ کو ناز تھا اک کہانی رہ بھی بسر رہ گئی
 بے وفا تھے وہ کہ دھوکہ دے گئے یاد ان کی با وفا تھی رہ گئی
 گلستاں والو نہیں کچھ ہے خبر کان میں گل کے کلی کیا کہہ گئی

دیکھ کر بہت سزا مجھ کو مسلمان

ہر نظر سکتہ میں ان کی رہ گئی

جلوہ ہے جلوہ ہزار ترا ہر چمن کو ہے انتظا ترا
 گر نہیں دل کو اعتبار تو کیا میں تو کرتا ہوں اعتبار ترا
 ہے تصور ترا نگاہوں میں کر رہا ہوں میں انتظا ترا
 ہر طرف کیوں بھٹکتا پھرتا ہے وہ ترا قول وہ قرار ترا
 مجھ کو مجبور دیکھنے والے کیا نہیں خود پہ اعتبار ترا

ہے حقیقت فریب اور کتنا ہر کہ شمعہ کر شمعہ کار تہا

جس کو میں اک نگاہ سمجھا تھا تیرے پیچا وہ دل کے پار تہا

عالم اضطراب میں گم ہے

آج بہزاد بے قرار تہا

آگیا دورِ خسراں اب کیا کروں لٹ رہا ہے گلستاں اب کیا کروں

لب پہ ہے آہ و فغاں اب کیا کروں اُسے رنگِ دو جہاں اب کیا کروں

آنسوؤں نے کر دیا ہے فاش فاش عشق کا راز نہاں اب کیا کروں

ضبطِ غم کی حد بھی ہوتی ہے کوئی اے زمیں اے آسماں اب کیا کروں

اُسے سینے میں وہ دل باقی نہیں اُسے نگاہِ مسرہاں اب کیا کروں

کیا کہوں اس بے خودیِ عشق کو کہ گیا کل واسطاں اب کیا کروں

وہ نہیں دیتے ہیں مرنے کی رضا زلیبت سے بارگراں اب کیا کروں

اب تو اے بہزاد میں ہوں اور غم

مے چکا ان کو زباں اب کیا کروں

بات کو اپنی گرا نا ہی پڑا
 آپ کی محفل ہیں آنا ہی پڑا
 کوششیں سب سچی لاسا صلی رہیں
 تم کو نظروں میں سدا نا ہی پڑا
 بندگی و عشق کی تکمیل کو
 آستان پر ان کے جانا ہی پڑا
 اس جہیں کو لطف سجدہ کیلئے
 تیرے قدموں پر جھکانا ہی پڑا
 تیرے جنموں کو جہان شوق کا
 دردِ دورہ جگمگانا ہی پڑا
 لطف تو یہ ہے کہ ناز عاشقی
 ان کو مجسم ہوا اٹھانا ہی پڑا
 آنسوؤں نے رازِ حب افشا کیا
 سہاں دل ان کو بتانا ہی پڑا
 کر کے اپنے نہ دل کا پتہ نیاں
 اُس نظر کو آزمانا ہی پڑا
 ہو گئے خیو اپنے دل سے ہم
 روٹھ جانے پر مٹانا ہی پڑا

نکھ گیا ہزارِ حبِ نقشہِ یرہیں

باغِ غمِ ہم کو اکٹھا ہی پڑا

مجھ کو سب مسرور سمجھے ہیں مگر میں غم میں ہوں

جس کو کوئی پانہیں سکتا ہے اس عالم میں ہوں

انقلابِ زندگی تیرے صدمے کے جاسیے

میں ہی غم کے نگار بن گیا اور میں ہی ماتم میں ہوں

صبر کا آئینہ چلی رہا ہے شکر کا بھی پھل ہے

تم نے جو عالم دیا تھا میں اسی عالم میں ہوں

اللہ اشد پسند محلوں کی بہارِ زندگی

گل سمجھتا ہے کہ میں آغوشِ صدفِ بنم میں ہوں

تو بہ تو بہ کس نے پھیرا ہے یہاں زندگی

موت بوسے پر بھی اب تک ایک نہ رہا ہے میں ہوں

میں نے دیکھا ہے ان آنکھوں کا ہی رونا ایک بار

ناتیجہ سب تک گم خیال دیدہ پر غم میں ہوں

کل تو ہوں لیکن باروں سے بہت ہی دور دور

یہ کوئی مجھ کو بتائے کون سے مہرِ غم میں ہوں

پیشہ کی کمی ہے مجھے بہتر از وہ چشمِ خدایں مجھ کو اسکا ہوش ہی کہتا ہے کہ کس عالم میں ہوں

ہونا ہی کیا ضرور تھے یہ دو جہاں ہیں کیوں
 انداک فریب ہیں کون و مسکاں ہیں کیوں
 بے چارگانِ عشق کہ آوارگانِ شوق
 رکھتے تو ہیں زبانِ مگر بے زباں ہیں کیوں
 دنیا تو شاد و شاد ہے عالم تو مست مست
 یہ خوابِ عاشقی کے ہمیں کو گراں ہیں کیوں
 فریاد و شور و شیون و آلام و بے بسی
 ٹکڑے غم و الم کے ستر استاں ہیں کیوں
 اس کی خبر تو ہے کہ زمانہ بدل گیا
 اس کی خبر نہیں ہے کہ وہ مہرباں ہیں کیوں
 اک درد سا تو اٹھتا ہے پسند میں بار بار
 اس کی خبر نہیں ہے کہ آنسو رواں ہیں کیوں
 جس گلستاں میں روزِ تڑپتی ہیں جلیاں
 یارب اسی چمن میں یہ پھر آشیاں ہیں کیوں
 دل ہی نہیں رہا تو ایسے دل سے اسلہ

جب کارواں نہیں تو پس کارواں ہیں کیوں
 کب ساتھ چھوڑ دیں گے یہ لیل و نہار زیست
 یا رب ہر ایک کام پر یہ امتحاں ہیں کیوں
 اس کا ضرور رنج ہے ہم کیوں بدل گئے
 اس کا نہیں ملال کہ وہ بدگماں ہیں کیوں
 بہزاد اُن کے ہجر میں گہرا رہا ہے دل
 اب کیا کہیں کسی سے کہ بنیاناں ہیں کیوں

خوشی کی ہیں گھڑیاں سرسبز کے دن ہیں
 زبان پہ ترانے چلے آ رہے ہیں
 جیسی تو ہے دنیا میں اک نور پھیلا
 آوازوں کو ہشیار کر دو
 میری رشتہ فوق سجدہ تو دیکھو
 دل کے یہ پیغام دل میں ہیں کیوں
 سہانی ہیں راتیں محبت کے دن ہیں
 بست دور ہم سے شکایت کے دن ہیں
 ہماری تمہاری محبت کے دن ہیں
 تمنا جمل جا قیامت کے دن ہیں
 جہیں کہہ رہی ہے عبادت کے دن ہیں
 نگاہیں ملاؤ محبت کے دن ہیں
 خدا ہمارا ہے قیامت کے دن ہیں

میرے خانہ دل میں بہزاد مضطر
قیامت بپاسے قیامت کے دن ہیں

اللہی خیر یہ کیا ماجرا سب سے
کہ ان کا رخ بھی آج اتر رہا ہے
جہاں بیباختہ سر جھک رہا ہے
وہاں کوئی نہ کوئی نقش پایا ہے
سے ہونگے خوشی کے لاکھ قہقہے
کبھی غم کا بھی افسانہ سنا ہے
نہ پھیرا اگر مجھے اُن کے تصور
نہ جانے دل سرا کیا کہہ رہا ہے
اوصرف تو آستیاں انکا نہیں تھا
یہ میں نے کس طرف سجدہ کیا ہے
ہر اک فرہ جہاں عاشقی کا
مرا افسانہ ختم کر رہا ہے
تجھے مل جائیں وہ بہزاد مضطر
کوئی یہ مدد بھی نہ پاس ہے

کس لئے سرا انظار کروں
کہیں لگے ہوں کوئی تیار کروں
کہیں ہیں نظارہ بجا کروں
کہیں میں زمین کا تار کروں
تو نے وعدہ کبھی دیا نہ کیا
کہیں سحر تیرا غلبہ کروں

دل ہی کتاب ہے غم ہے تھوڑا دل ہی کتاب ہے غم ہے غبارِ کدو

تیرا الفت میں تو ہی تہل دے کیا طریقہ میں اختیار کروں

دل کا فورا اسی فیصلہ ہو جائے دل کو نظروں سے گریہ چھوڑ دے

جسمِ غم تیرے ایک قطرے پر لاکھ تاروں کو میں شمع کر دے

ہول میں مجبور دل کے ہاتھوں سے کیوں اس بیوقوف کو پیار کروں

غم سے نفرت محبت اگر ملے ہزار

ان کو سجدے سے ہزار بار کروں

پوچھتے کیا ہو یہ سراسر حال ہے کیا

مرزا ہوں میں عشق کے ہاتھوں

تم ہو بہا تو مجھے تو مسلم نہاں

داد چاہتے کہ غم کی پوچھتے ہر

پوچھتے کیا ہو یہ سراسر حال ہے کیا

کیا صبر ہے کہ غم سے نہاں نہاں

حسن کا تو مال ہے مسلم

میں ہوں حیراں کہ یہ سوال ہے کیا

ہائے عشق پر دیال ہے کیا

شاد دانی ہے کیا کیا حال ہے کیا

ظلم کروں گی کچھ کہانی ہے کیا

پوچھتے کیا ہو یہ سراسر حال ہے کیا

پوچھتے کیا ہو یہ سراسر حال ہے کیا

عاشقی کا ہی چھوٹا ہے کیا

اُس نے نقابِ رُخ سے ہٹایا نہیں ہنوز
 گلشنِ کوہِ بکلیوں نے جلایا نہیں ہنوز
 دل ہے کہ پاش پاش جگر ہے کہ پاش پاش
 گو اس نظر نے تیر چلایا نہیں ہنوز
 جو ذرہ جس جگہ پہ ہے سرست ہو چکا
 ساتی نے پھر بھی جام بڑھایا نہیں ہنوز
 لاکھوں جوابِ دل ہیں ہیں ایک اک سوال
 حالانکہ ان کا خط کوئی آیا نہیں ہنوز
 جلوے ہزار ملتے ہیں ایک ایک کام پہ
 میری نظر میں کوئی سما یا نہیں ہنوز
 اس آستانِ کیوں کے مری بندوں کی لاج
 میں نے سیرِ نیازِ جھکایا نہیں ہنوز
 تو ہو رہا ہے گو مری رگ رگ پہ جلوہ گر
 پھر بھی ترمی قسم تجھے پایا نہیں ہنوز
 دامنِ نہیں کے چاک گر مابں نہیں کے چاک
 طہِ جنونِ عشق اٹھایا نہیں ہنوز
 اسے قوتِ خیالِ ذرا اور کام دے
 جس کو بلارٹا ہوں وہ آیا نہیں ہنوز

تو نے بھلا دیا اسے یہ تیرا کام تھا

بہزاد نے تو تجھ کو بھلایا نہیں ہنوز

اُسے نظر جو آپ کے تیر خراستے
 دو پچار ہو رہا ہوں تمہارے شباب کے
 مجھ کو کیا تباہ تمہارے شباب کے
 میر خدا کرست ہیں ہوں پور نہیں مفعطرب
 ہوتا ہے یوں تباہ محبت میں آدمی
 تباہانی جہان محبت خسروں ہونی
 اللہ کے غنائیں یہ بدانی کے خواب کی
 موتی برس پڑے مری چشم پر آسے
 گویا لڑ رہا ہوں فلک و آسے
 نونگاہیں انتقام تمہارے شباب کے
 ان کو سکوں ملا ہے مریے اندھ نظر آسے
 دنیا بید ہے سبق مریے حال خراستے
 ہلوئے کل گئے ہو چل کرینت آسے
 چونسکے ہم آجنگ محبت کے خواب کے

بہت مستیاں نصیب ہوں سن چشم مست
 ہزار کیوں نہ ہو مجھے نفرت شراب کے

مسرور ہوں کہ تجھے محبت ہے آجکل
 سب سے سبب تیرے آہ تو آنکھوں میں شل ہے
 تہان بار بار آتے تیرے ہیں ویر
 ہر وقت بقیہ رہتا ہر وقت مفسطرب
 اب مجھ کو تیرے غم کی ضرورت آجکل
 نہ تیرے غم سے میری طبیعت ہے آجکل
 میری نظر کے سامنے جنت ہے آجکل
 اتنا سکون تیری بدولت ہے آجکل
 تیری نظر سے اتنی شکایت ہے آجکل
 دیکھ نہیں ہے کیوں تجھے پیغام مست

ہر وقت ان دنوں درجہ نامہ باز ہے پاؤں امر سے لے کر ہمت سے جھل
 میں سی یا ہوں دامن جلد چاک ان دنوں مجھ کو جنوں شہن سے نفرت ہے آجکل
 ہزار دیکھوان کی نگاہ کرم کا فیصلہ
 کتنی سکوں پذیر طبیعت ہے آجکل

وہ جان قلب جان نظر جان عاشقی آتا ہے مجھ سے آنے کو یہاں عاشقی
 میرے خیال میں تو یہ ہے اک حسیں قریب اس ہو فاسے اور ہوا مکان عاشقی
 قدموں پر تیسے رکھ دیا بد نے تو اپنا سر یہ کفر عاشقی ہو کہ ایسا ان عاشقی
 آنکھوں میں چندا شک میں دل میں اک خلش جو کچھ ہے بے بس ہے سرو سامان عاشقی
 ہے تم کو گر غور تو ہیں بھی ہوں بے نیاز وہ شان حسن ہے تو ہے شان عاشقی
 ہے بھولنا محال ترا اس میں شک نہیں کو شمش کرو نکھاتا حد مکان عاشقی
 جہلوں سے ہے ہیں مجھے دعوت نظر پھولا پھلا ہے آت گستان عاشقی

ہزار آزا چکا میں اس کو لکھ بار
 کوئی نہیں ہے دہریہ پڑسان عاشقی

ہائے آنکھوں پر آگئے آنسو باورن کی دال گئے آنسو
 دیکھتے تو کیا غمِ ستم نہ رہا غم کی دریت لٹا گئے آنسو
 میرے غم کا ہوا انہیں احساس غم کی نرسختا ہوا گئے آنسو
 میری ملکوں سے کیسے خوش ہو کر ان کے دامن پر آگئے آنسو
 اب مجھے اُنکے غم کا کیا غم ہو وہ بھی آکر بے سہا گئے آنسو
 آنکھ سے میری خاک پر گر کر خاکساری سکھا گئے آنسو
 سرِ مڑکاں ہیں گر نہیں سکتے کیسے مصیبت ہیں آگئے آنسو

نام جب اُن کا آگیا ہزار
 ہو کے غمِ بھور آگئے آنسو

کمرے سے ہی قائم ہے نظامِ اضطراب
 شیشی کے یہ بڑے شیشے ہیں و شامِ اضطراب
 کیا سکوار سے مجھ کو مستطرب کیا سکول سے اسطہ
 زندگی زخمت کر دی ہے بستمِ اضطراب
 ہم نے بھی پوچھا کئی ہے جگہ اُس کے لئے

تاکہ ہوا چھٹی طرح سے حشر ایم اضطراب
 تو نے دیکھا اوپر پیر ہو گئی دل میں شمشیر
 تو نے پہنچا یا نگاہوں سے پیام اضطراب
 توڑنے کو تیرے کہنے سے ہیں تو بہ توڑ دوں
 لیکن اسے ساتی ذرا نظروں سے جاہم اضطراب
 ہاں مسانہ عاشقی میں ہو گئے مجھ سے ادا
 کچھ سجود بے شہراری کچھ قیام اضطراب
 اضطراب مستقل کا اب سہارا ہو گیا
 دے رہی ہے ہر نظر اُن کی پیام اضطراب
 اُن سے کہئے رجم فرمائیں خود اپنے حجاج
 لے رہے ہیں آج کیوں ہزاروں نام اضطراب

میرے سبب و شکر پر ظلم و ستم ڈھاتا ہے کون
 اس کو تم ہی دیکھو جو حد سے بڑھا جاتا ہے کون
 یاد مجھ کو آگئی روزِ ازل کی داستان

کس کے ہیں سارے کرشمے ٹھوکریں کھاتا ہے کون

تم لقا ب رشت لٹاؤ تم کو اس سے کیا غرض

کس کی قسمت میں ہے جلتا ہر ش سے جاتا ہے کون

سخت حیرت ہے کہ کیوں ان کی نگاہیں پھر گئیں

مجھ کو سمجھاتی ہے دنیا ان کو سمجھاتا ہے کون

میری محفل میں تو جو آیا وہ سا غریب کی

مجھ کو ساقی کیا خبر ہے مست ہو جاتا ہے کون

پتھر دینا اپنی محفل میں ہماری داستاں

صرف اتنا دیکھ لیسا شکسا بھر لاتا ہے کون

کچھو!۔۔۔ تو میری کشتی کو خدا کے نام پر

نا خدا اسے نا خدا موفیاں سے گھبراتا ہے کون

ہم تک تم آؤ جیاد شمع کے انداز سے

اور آکر دیکھو پروانہ بن جاتا ہے کون

راز دارانہ ادا سے دیکھتے ہیں وہ مجھے

ان سے سے ہزاروں کا راز کہہ جاتا ہے کون

کوئی آج چہرہ جلوہ گر سامنے ہے یہ کیا فسوں نظر سامنے ہے
 یہ کیسے ہیں اُن کے عارض ہیں اُن کے کہ تیز نگِ شام و بحر سامنے ہے
 جلا چل اسی طہیج منزل بہ منزل قدم تیز رکھ رہنڈر سامنے ہے
 یہی ہیں کمالاتِ مشقِ قصور بہت دُور ہے وہ گر سامنے ہے
 دے جلا پونہ اپنے جلووں کو زحمت کہ جلووں کے تیرے نظر سامنے ہے
 نظر کیا پڑے گی بھلا پھر کسی پر کہ جب تم سا شکِ قمر سامنے ہے
 نہ رہ جاؤں میں بھی کہیں طورِ بسکر ترا جلوہ پُر خطِ سامنے ہے

بڑھوں اور محبت کا سجدہ گزاروں

کہ ہزار وہ سنگِ در سامنے ہے

کہتے ہو تم کہ مجھ سے محبت نہیں رہی اب تجھ کو تم سے کوئی شکایت نہیں رہی
 کیا لگ سکیگا دل مرا تم اٹھکے چل دے جنت جو سامنے تھی وہ جنت نہیں رہی
 پہلے تھا میرے دل میں تمناؤں کا ہجوم اب کسے دل میں کوئی بھی حسرت نہیں رہی
 تم ظلم و حسد و شوق سے دل کو رو تباہ اب تجھ کو آد کر کے کی عادت نہیں رہی
 دستِ طلبِ زکروں ان کے سامنے چلی سہی جیسے دل میں ہزارت نہیں رہی

تسکین مجھ کو ہوتی ہر اس غم کو ہر شر
چشم کرم خوشی کی ضرورت نہیں یہی

بہتر اس قدر ہو سکے تھر و تھار

ان سے تھار تھار کے کی ضرورت نہیں یہی

مرا الم جسے لئے ہے ہر خوشی جسے لئے
زندگی کی شکل میں جسے لڑائی میرے لئے

اللہ اللہ کیا جسے دینے محبت کا اعلان
نہ نہ اس کے تو تیار مت اگر کئی میرے لئے

اپنا اپنا جسے تھرا پنا اپنا جسے نصیب
میرے خوشی اس کے لئے ہے جسے میرے لئے

آپ کی قسمت میرے بخت کا رسد کے ساتھ
نہ نہ یا کر جسے ہیں سپ جی میرے لئے

آپ چاہیں الم جسے ہونے کی میرے لئے
بہتر اس کے جسے ہے ہونے کی میرے لئے

میرے کر کے جسے ہونے ہونے ہونے ہونے
بہتر اس کے جسے ہے ہونے کی میرے لئے

میرے کر کے جسے ہونے ہونے ہونے ہونے
بہتر اس کے جسے ہے ہونے کی میرے لئے

ان کی کیوں تھرا تھرا ہونے ہونے ہونے

نہ نہ دعا کو جسے ہونے ہونے ہونے

اُن کو ہے سب تو سہری ان کا تو مدعا ہوں میں
 خود کو کہاں کروں تلاش عشق سے ماورا ہوں میں
 اُسے یہ ہمیشہ ہی شوق اُسے یہ بے خودی عشق
 اپنی ہی داستانِ غم آپ سے کہہ رہا ہوں میں
 میری جہانِ عشق میں کس لئے آبرو نہ ہو
 عشق کا آسرا ہوں میں شوق کا آسرا ہوں میں
 اک نگاہِ لطف ہے حاصل صد آلِ عشق
 خود کو فریب آرزو کس لئے دے رہا ہوں میں
 مجھ میں ہے جلوہ گر تمام بزمِ نشاط و سوز و ساز
 رُوحِ روانِ عشق ہوں حسن کا آئینہ ہوں میں
 دستِ کرم کا راز تو دستِ کرم سے پوچھو
 دل میں ہے شانِ صد شہسوی کہنے کو اک گدا ہوں میں
 اپنا کمال دیکھئے بخش دی زندگی درد
 میرا کمال دیکھئے غم میں بھی نہیں رہا ہوں میں

جے نیاز نہی غم دل یاد کرتی ہے تمہیں
 ہر قدم اک حافیت ہے ہر قدم محشرِ سیا
 یہ میری چشمِ تنہا کا نیا انداز ہے
 میری کشتی بھر غم ہیں تم کو باور نہ ہو
 چہر بڑھاؤ تم اسی انداز سے دستِ کرم
 تم میری آسانیوں کو چھینتے تو ہو مگر
 ساغرِ دے جامِ مینا و صراحی و سبب

یاد رکھنا میری محفل یاد کرتی ہے تمہیں
 زندگی منزل بہ منزل یاد کرتی ہے تمہیں
 تم کو خود رکھ کر مقابل یاد کرتی ہے تمہیں
 دیکھ کر دوری حاصل یاد کرتی ہے تمہیں
 جے کسی دستِ سائل یاد کرتی ہے تمہیں
 یہ بڑی مشکل ہے مشکل یاد کرتی ہے تمہیں
 یعنی کل ساقی کا محفل یاد کرتی ہے تمہیں

نالوائی بڑھ گئی ہے اس قدر ہزاؤ کی
 اب ہاں اس کی مشکل یاد کرتی ہے تمہیں

تر ہی یادوں میں چھپالی ہے ہم نے
 نہ پوچھو کسی بار خور اپنی قسمت
 کہاں ہے ترا سنگِ در نہ جاسکے
 خوب شے ہے ماز و نیلِ رحمت
 جسے لوگ کہتے ہیں ورنہ محبت

نئی ایک دنیا بسائی ہے ہم نے
 بنالی ہے ہم نے سٹالی ہے ہم نے
 جہیں محبت جھکالی ہے ہم نے
 نظرِ چہرِ نظر سے ملی ہے ہم نے
 یہ شے تیرے حلقے میں پائی ہے ہم نے

ترکی خیمہ سناٹی ذرا لاج رکھ سے کہ بوتل ابھی سے اٹالی ہے ہم نے
 اسے دیکھا کس طرف سے چلا ہے محبت کی منزل تو پالی ہے ہم نے
 جمال پر ہے ہزاروں کا تصور
 وہیں زندگی بھی بلالی ہے ہم نے

اسے صیاد کیوں میرا نفس رکھا ہے گلشن میں
 مراد ہے شمع میں مری جاں ہے شمع میں
 خبر بھی ہے تمہیں اشک مسلسل دیکھنے والو
 یہی موتی وہ ہیں جن کو لئے پھرتا ہوں دامن میں
 کسی کی کائنات ہوشیں کیا پھر لٹنے والی ہے
 سنا ہے آجکل شور شہی ہے وادی ایس میں
 وہ دُور سے جن پر وہ مشقِ شرام ناز کرتے ہیں
 انہیں تار سے سمجھ کر ہیں اٹھا لیتا ہوں دامن میں
 بہت سی مہنگی بیگمیں میری آنکھوں میں یہی بانجواں ملک
 کہوں حاکم ہوواں شکوں کو جا کر تیرے دامن میں

سب سے کچھ نچھون کے لب پر کچھ نہ بانواں پر ہے بلبل کی
 فسانہ حسن و الفت کا ہو اسے عامہ کشن ہیں
 یہ سننے والے کیوں ہزار مثل نقش بیٹھے ہیں
 تھرا دینے میں کیا کیا کہہ گیا ہوں دل کی الجھن ہیں

سونا سا ہے کیوں رنگ باران کئی دن سے
 کیا غم ہیں سب سے وہ جہاں گلستاں کئی دن سے
 اُن کے خونہ موسیٰ کے کا تخیل ہے شب و روز
 منہ پر نظر دل ہے پریشاں کئی دن سے
 صد شکر توجہ سے لیا کام جنوں نے
 ہاں سب تو گریباں بے گریباں کئی دن سے
 جیپ جیپ ہو کیوں کس کے تھوڑے سے تباہ
 آنکھیں ہیں نفیس سدا آتی ہیں گریباں کئی دن سے
 اس کفنِ مجسم نے یہ کیا سمجھا کیا سمجھا
 میں اس پر چٹا نہیں کہ ہوں ایسا کئی دن سے

افش نظر آتا ہے مرا راز غم و دل

نظروں سے محبت ہے نمایاں کئی دن سے

ہونے کو بیا کیا ہے کوئی اور قیامت

نظروں میں ہے وہ آفتِ دُراں کئی دن سے

بہزاد خیز آگئی کیا فصلِ بہاراں

کیوں پھرتے ہو غمِ چاکِ گریباں کئی دن سے

دوست جنوں پسند نہیں ہمارے

میں نے تو انتظار بہت دن کیا ترا

قلبِ وفا پسند تجھے دوست کی قسم

تو نے جو غم دیا ہے اسی میں ہیں سست ہول

ماں تیرے آستان پر ترسے پائے ناز پر

نیزنگ عاشقی کلہ ہے یہ مجھ کو مشورہ

آخر تریم ناز سے بہزاد مستلا

اُس نے کسے پکارا یہ مجھ کو پکار کر

زندگی کو تباہ چاہتا ہوں بلوہ بے پناہ چاہتا ہوں
 اُن سے نفرت کا ٹکڑہ ہو جائے اور کچھ اسشتباہ چاہتا ہوں
 اور کچھ دن کی زندگی مل جائے اور تھوڑے گناہ چاہتا ہوں
 میرا خود سے تباہ ہو جائے آپ کسب تباہ چاہتا ہوں
 میں نگاہِ کرم سے باز آیا ظلم سے سیم و راہ چاہتا ہوں
 دل کی بربادیاں بھی دیکھ چکوں اک تڑپتی نگاہ چاہتا ہوں
 جسے کتہ ہوں پتھرتوں کی شان میں گنہگار چاہتا ہوں

زندگی کسے لئے ہیں اسے ہزاؤ

دل سا اک شیر خواہ چاہتا ہوں

نہ سے جہولِ نجات نہ پاسے تو کیا کروں

بے انتہا سیرِ شکستے جہاں سے تو کیا کروں

دل سے کس زاریاں کروں میں تجھے مگر

جب تو ہی مجھ کو یاد نہ آئے تو کیا کروں

کس رازوں کا کہہ جاؤں میں تو بے کس واسطے

آنکھوں سے مجھ کو کوئی پائے تو کیا کروں

حائل ہیں درمیان میں جو سے تیرے ہزار

تجھ تک مری نگاہ نہ جاسے تو کیا کروں

مانا کہ تم حسین نہیں مہ لفتا نہیں

پر دل مرا مٹھیں پر جو آئے تو کیا کروں

مجھ کو بہاں میں رفتیں حاصل تو ہیں مگر

نظروں سے تو جو تجھ کو گرائے تو کیا کروں

انسو گریں نہ آنکھ سے نکلے نہ لب سے آہ

دل پر گھٹا غموں کی جو چھائے تو کیا کروں

دل سے تو عہد یہ تھا نہ جاؤں گا میں کبھی

بہز آؤ تو کوئی جو بدائے تو کیا کروں

دیو اس نے لکھ چاک کر دیباں سزا نہیں

پھولوں کے واسطے تو گشتاں سزا نہیں

پھر بھی شاعر ہوئے کو ایماں سزا نہیں

تیری بہارِ حسن سے تیرا ہزار ہیں

درکار ہیں مجھے تو تیرے جلوہ ہائے حسن

تو لاکھ کفر ساہت بے وفا سی

وہ دل ہی کیا کہ بس میں کوئی آرزو نہ
 اس دل کو دیکھتے ہیں اس کی ہزار ہیں
 کیوں دل ہر طرف سے ہر طرف سے
 بے چین تیسے واسطے رماں ہزار ہیں
 کالی گھٹا جیسے سستے ساقی کی ہر آن
 بہکوں شکیوں بہکنے کے سماں ہزار ہیں
 ہزاروں کے لئے ہے غمٹ ان کی آنکھ تر
 ہزاروں جیسے چاک گریباں ہزار ہیں

پارہا ہوں زندگانی کے مزے
 اللہ اللہ دست تانی کے مزے
 عشق کی ناکامیوں میں سر بسر
 ہم نے پاسے کامرانی کے مزے
 مجھ سے لے شوقاں کوئی پوچھ لے
 تیری مہجوں کی روانی کے مزے
 دیکھری آنسو نہیں ان کی دیکھئے
 ہیں شراب ارغوانی کے مزے
 ہیں بہت دنیاوی عشق و شوق میں
 سوز و سازہ زندگانی کے مزے
 ہر جذبہ ہر ذریعے سے ہر تانے سے
 اپنے نسخ کی ضوفاں کے مزے

میں چکے ہیں بار بار ہر سحر کو

تیرے لطیف و مہربانی کے مزے

کا مرانی بھی مری ناکام ہے کیا محبت کا یہی انجنام ہے
 زندگی ناکام ہی ناکام ہے زندگی ناکامیوں کا نام ہے
 پھر زور تکلیف نہ رہا جائیے پھر مریشیں عشق کو آرام ہے
 آہ کی ملزم بھی رہے میری ہی است ضبط کا بھی میرے سر الزام ہے
 آنکھ ہیں آنسو ہیں میری لب پہ آہ عاشقی وقتِ غم و آلام ہے
 ہے گلستاں کا ہر اک پتہ گواہ جس کو کہتے ہیں سحر و شام ہے
 جس نے سر رکھا ہے پائے ناز پر آپ کا اک بندہ بے دام ہے

جہاں رہے کتنے اک طرف دیوانہ وار

حضرت بہت زاد جن کا نام ہے

ایک رنگین خواب کی خاطر جی رہا ہوں شباب کی خاطر
 کچھ خبر ہے جہاں الفت میں مر رہا ہوں جناب کی خاطر
 میری آنکھیں ہیں سوئے رہندہ ایک مست شباب کی خاطر
 وہ اٹھائینگے کیوں جملہ تکلیف مجھ سے خانہ خراب کی خاطر
 دل نے بھی خون کر دیا پانی میری چشم پر آب کی خاطر

میں نے ان سے سوال نہ کئے ایک نگاہیں جواب کی خاطر
 کیوں کروں التجا نہیں مانتی کی ایک جام شراب کی خاطر
 اپنے ہستہ زار پر کرم کیجئے
 اس کے حال شراب کی خاطر

میں جو حاضر تر سے حضور نہیں اس میں میرا کوئی قصور نہیں
 بہ کرنا کوئی قصور نہیں یہ نہیں قلوب نا صبور نہیں
 یہ ذاتی است اسب بھی مست نظر اتنی پیچ پر کھنکھریں نہیں
 سخن نمودار کی نمود ہی ہوگی میں نے مانا تمہیں غور نہیں
 بزمِ مست میں پیر کے ہمراہ میرا ہونا تو کچھ ضرور نہیں
 تو لگے ہوں سے پیر کی دوری پریشانی مان دل سے دور نہیں
 بزمِ مست میں سے آخر کو ان ساؤرہ سے جو حضور نہیں

مست نظروں سے چہ ہے ہزارو

نشہ عشق میں چہ نہیں

تم کو بیتائیں عشق میں کیا ہل گیا ہمیں
جس کی ختی جستجو وہ پتہ ہل گیا ہمیں

ہم تو جہان عشق میں بس جانتے ہیں یہ
تم مل گئے ہمیں تو خدا ہل گیا ہمیں
ان کی تلاش میں تو ہمیں کھوکے رہ گئے

ڈھونڈا جو خود کو ان کا پتہ مل گیا ہمیں
وہ رو رہے ہیں آج ہمارے خیال میں

و آج اپنے غم کا صلہ مل گیا ہمیں
دستِ کرم نے دستِ گدا کی رکھی ہے لاج
جتنی طلب تھی اس سے سوال کیا ہمیں

جی چاہتا ہے یوں ہی ہے جاؤں غمِ جہر
جلووں میں ناخدا کے خدا ہل گیا ہمیں

کینو کمز ہم کو اپنے مستند پہ تازہ ہو
دنیا میں تمہ سا جان و فانی گیا ہمیں

ہزار دم کو اپنے خدا پر نہ کیوں ہونا
جو کچھ جی رہے اس کا ہل گیا ہمیں

کیوں میری زخم شوق سہاتے نہیں ہو تم
 کب سے بڑے ہوں ہیں آگے ہنس میں ہونہ
 دل بچر گیا ہے عشق سے گھبرا گیا ہوں میں
 جب سے نظر میں آگے سہاتے نہیں ہو تم
 کیوں بدگمانیاں نہ ہوں کوئی تو بات ہے
 نظروں سے کیوں زخم کو مٹاتے نہیں ہو تم
 خاموشیوں کا کیا ہے سبب چپ ہو کس لئے
 وہ کون راز ہے جو بتاتے نہیں ہو تم
 درست طلب تمہاری ہی جانب ہے دیکھو
 درست کرم اڑھو کو بڑھتے نہیں ہو تم
 کیوں اس قدر تجا سب کیوں رُخ پہ ہے نقاب
 فتوں کو رشک طور بناتے نہیں ہو تم
 ہزاروں کمانوں سے دنیا کے عشق میں
 اس کی آغوش عشق پہ چھپا سکتے نہیں ہو تم

مجھے لائق ہر گلستاں بنا دو گریباں کو سیرے گریباں بنا دو
 جلا آئینہ پر ہی کیا منحصر ہے جسے چاہو تم اس کو حیراں بنا دو
 میں قسریاں! ہر ایک جلوے کو اپنے مرادل بنا دو مری جاں بنا دو
 جو چاہو تم اک اشارے سے اپنے ہر اک میری شکل کو آساں بنا دو
 ذرا اپنے قدموں پر سجدے کر اگر مرے کفر کو آج ایساں بنا دو
 زمانہ یہ تم ڈال کر اپنے جلوے ہر اک ذرہ شمع شبستاں بنا دو
 مجھی کو بتا دو الم کافسانہ مجھی کو فانی کا حنوں بنا دو

نہیں تم سے بتا جو کوئی پریشاں

تو ہزاراد کو مست و حیراں بنا دو

وفا کے امتحاں ہم نے دے دیں ہزاروں بار مر کے بتے ہیں
 مری وحشت وہ میری ہوشیاری کہ دامن چاک کر کے سے ہیں
 ان آنکھوں سے نگاہوں نے ہماری ہزاروں جام بھجے جس کے پتے ہیں
 ہمیں مرنا تھا ان پر مر گئے ہم گر جو جینے والے تھے بتے ہیں
 کرم اسے رحمت پروردگاری گناہ تیرے جہد سر پر کئے ہیں

ماننے کا فس ریب اللہ اکبر زمانے نے بہت دھوکے دیے ہیں

نئی کوئی کہانی چھڑ بہت زیاد

فسانے عشق کے ریب سن لیتے ہیں

میری زندگی دشمن کا یہ ہے مختصر فسانا

کبھی آہ آہ کرتا کبھی اشک غم بھانا

وہ لطافت تبسم وہ حسین مسکراہٹ

اسی شان سے ذرا پھر ادھر اُس کے مسکرانا

سویرہ غم کی یا خوشی کی نہیں کوئی بزم سو فی

ہے اُس سر میری کہانی تو ادھر میرا فسانا

تجھے پوچھتا رہا ہے تجھے پوچھتا رہا ہے گاہ

ترسے شبنم کی بدولت یہ بہان یہ زمانا

یہ سب جذبہ محبت یہ لقا ضلہ جہیں رہے

گزرے رول کیوں نہ سجدے یہ سب تیرا آستانا

تریا آرزو میں ظالم تیری جستجو میں ظلم

ہمیں غم اٹھانے کے ہیں ہمیں کوئی غم نہیں
 تو ہی کہہ دے تجھ پہ آخر یہ جہاں میرے گریوں
 تری حشر زادائیں ترا حسن کا فرامہ

تجھ کو کرنے دو آرزو اپنی اس میں شامل ہے تجھ پر اپنی
 ان کی باتوں سے کیا شرمش مجھ کو سن رہی ہیں میں گفتگو اپنی
 حُسن والوں سے وار لہ کیا ہے؟ حسرت اپنی ہے آرزو اپنی
 شفیق کا طفیل ہے ورنہ کون کرتا ہے آرزو اپنی
 ناز کس شے پہ کر رہی ہے بہار رنگ اپنا ہے اور نہ بڑ اپنی
 وحشی دامن بواپنا پھاڑ چکا جیب کرنے کے لئے بڑ اپنی

لاکھ سمجھائیں آپ انہیں بڑا
 وہ نہیں چھوڑنے کے تو اپنی

تیسری جگہ: سیدنا ابوبکرؓ

سید ہر سحر کے اورا ہے

انرا سے ایک کتب خانہ ہے

د مہینوں سے لگا کر جسے پاپا نے سوچا ہے

مجلس ۱۲۸۳

ہیں یہ کہیں کہیں شہر ہائے بونہر کو

Chrysomelidae

نیت میں بننا ہونا ہے

وہ جسے خدا و کبریا نے پیدا کیا ہے

پیشکش کنندہ: پروفیسر محمد رفیع، پیشکش کنندہ

۱- اگر باستانشناسان میگویند که

نیکامیوں سے پرستے اب کس سر میں ہرانی

پیشکش کنندہ

اللہ سے محبت نہ کر کے کیسی

نظروں کے سامنے ہیں غمناکے زندگانی
 آمیری زندگی کا عنوان بدل دے آکر
 ٹھنڈی ہیں کیسا بوائیں کیا راست ہے سہانی
 تم اپنے خود بھی آکر اندازِ شمع دیکھو
 ہر چیز میں ہیں جلاوٹ سے ہر شے یہ سبک جوانی
 ساقی تجھے ان اپنی مست انگڑیوں کا سہارہ
 اک جامِ ارغوانی اک حسبِ جامِ ارغوانی
 بلبل کی ہے زبان پر قمر کی کہ بنے بال پر
 ہزاروں کا فسانہ بہت یاد کی کہ سارے

یہ پوچھو زندگی کیا ہو گئی
 یہ دیکھو تو آج جیسے غم میں ہیں
 سن رہی ختمی جس کو دنیا بار بار
 اُن پر قرباں ہو گئی ہے آرزو
 زندگی غم کیا سہارا ہو گئی
 میری دنیا ان کی دنیا ہو گئی
 وہ کہکشی جیسا نہ ہو گئی
 ان پر ہر لمحہ ہر لمحہ ہو گئی
 دوست کی تصویر یہ چہرہ ہو گئی
 اے نگاہ آرزو قرباں تر سہارے

اک محبت سے جبرئیل ان کی نظر میرے جینے کا سہارا ہو گئی

ان کی یاد آتے ہی یہ کیا ہو گیا ٹیس میں کیوں لیں ہیں پتہ ہو گئی

آگے بہزاد جب وہ سامنے

بہ نظر محو تماشا ہو گئی

ہیں نہیں تیرے آستان کے قریب ایک ذرہ ہے آسمان کے قریب

کیسے ہی پرورش ہوئے اس کے حقیقہ کیا یہ بجلی ہے آستیاں کے قریب

تجلیک کیا ہے بند شمع و نیاز تیرا سر تیرے آستان کے قریب

وہ ایک کیس کوئی تھکا ہار گرد و غبار ہے کا ذراں کے قریب

وردا نشین اسی کا نام ہے کیا اس خدش سے دل تپاں کے قریب

تو بے شک نام نہ رہ سکی بیس بیدی باکے اس جہاں انوار کے قریب

بناک اثنا مرا جہان بس سزا

ہویش پہنچا میں آستان کے قریب

پتھیا ہیں کیوں نہ تم پر ہم اشتہار کر کے
انکھیں ہرل رہتے ہو انکھوں کو پار کر کے

سب کو جھنڈ چکا ہوں زندیاں میں ہم سفیر و
بیکہ پہن کر نہ دینا ذکر ہر گز کر کے

ہم نے تیری کسمپانی دنیا کو کھینچ لی
آہیں ہزار کھینچ کر کے ناسے بس نہ کر کے

سب سے بھی کی دنیا سب سے بھی کما عالم
ہر اک نگاہ کو لپیٹ دل کا شکار کر کے

ملخصیت مدام پیا کمینٹ ڈرامہ پیا
اپنی نگاہ غم سے عبور دل کو پناہ کر کے

تسکین ملتی ہے سب سے آگیا ہے ہم کو
فدا ہر خشم و اہم کی خواہش پیر کر کے

ساقی ترسے تیرے آنا مجھے یاد سے
ہزارہ کو پناہ کی کیوں ہو شیار کر کے

سنے والو پیسے حال زندگی
 زندگی نہ ہے حال زندگی
 عشق کی منزل میں ہے ہر کام
 جسکے لئے ہیں ہر حال زندگی
 آنکھیں ہر آنسو ہیں سبک ہوئی خوش
 اس فوٹو میں ہیں کہاں زندگی
 سوچئے تو زندگی کچھ بھی نہیں
 زندگی میں کھیت و حرب کپڑے
 جی اٹھو اگر کتا و گھوڑے
 زندگی میں ہے شیبہ ان زندگی
 مجھ کو کیوں بہر چہر ملاں زندگی
 کرنا ہوں میں سبک زندگی

حزینت ہستہ و کنا ہستہ

ان سے کہئے کہ نہ حال زندگی

ہیں یہ ساغر نروں کا کیا ساقی
 آنکھیں سے آنکھ سے پہلا ساقی
 رخصت کے بندھن کی لڑائی
 پیٹھ تو لب کا واسطہ ساقی
 مے کشیاں سے گزرتا ہے
 جہ تھک کو کیا مولا ساقی
 اچھ اچھ تھک تھک تھک
 آنکھ سے آنکھ تو ملا ساقی
 تھکے کرے تو عسے تھکے
 تھکے کرے تو عسے تھکے
 چپٹ مکی کا نہ بچر سے تھکے
 تھکے کرے تو عسے تھکے
 تھکے کرے تو عسے تھکے
 تھکے کرے تو عسے تھکے

بکے شہابی ہو جس میں ہوش جی ہو
ایسی ہستہ زاد کو پلا ساقی

کر کے محفل میں باریاب مجھے دے دیا غام خراب مجھے
جو پلائی تھی آنکھ سے گرنے پھر پو دے مجھے آہی شراب مجھے
غوب چپستے ہیں ناں بیقیں جلوہ پائے ترنداب مجھے
ہائے تیرے جنوں الفت نے کر دیا فناں خراب مجھے
کب مژغسم کی آبرو کھو کر یہ بتا دیدہ پر آب مجھے
داد دے سن انتخاب کی کچھ نہ مرے حسن انتخاب مجھے

میر ہی قسمت میں تھا تو اسے ہزار

ہل گیب عشق کو میاب مجھے

مرا سکون سب غلام قرار ہے تو مرے تہین ہیں جو رہتی جئے بہار ہے
سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ کیا فریب ہے سناسنے میرے لیے جو ترف رہے
بتاؤں گی کہ میں کیا ہوں ورنہ تو کیا ہے خزاں نسیم ہوں میں جو وہ بہار ہے

یہ فخر ہو مجھے حاصل مرا نصیب کہاں
 بتاؤ کس کے لئے آج بیقرار ہے تو
 کھلا دے کہ تجھ سا وفا شعار نہیں
 سنا تو یہ تھا بہت ہی وفا شعار ہے تو
 بد تو پھر بھی بشر ہے ملک ہیں وارثہ
 ہزار جلوہ قدرت کا تراہکار ہے تو
 کسی جگہ نہیں لگتا ہے دل ترا بہرِ آزاد
 یہ بات کیا ہے کہی دن سے بیقرار ہے تو

کس گنہگار کی رائیں
 آپ کے انتظار کی رائیں
 تیرے جلوہ سے تمام گلشن پر
 اللہ اللہ بے راہ کی رائیں
 خیر سے کیوں راگنیں آخر
 آپ کے اختیار کی رائیں
 بد تو پھر بھی بشر ہے ملک ہیں وارثہ
 حسن و الفت کی پیہر کی رائیں
 سب اکابر و شہزاد حیا و شرف
 یہ نکوں و دشمنوں کی رائیں
 آج نہ رہتا ہے شہر کی رائیں
 خوب تھیں انتظار کی رائیں
 دیکھو اسے کیسے کہتی ہیں
 تیرے بہت زار کی رائیں

رات گزری ہے جستجو کرتے
 چاند تاروں سے گفتگو کرتے
 تم کو مارا ہے آرزو سے تیری
 کاش تیری نہ آرزو کرتے
 ٹک ہی جاتے رو اس کے ملکوں تک
 ہم جو اشکوں کی آبرو کرتے
 دستِ محشر کی کیا نیدِ قیمت
 جیسے امن کو کیوں نہ کرتے
 ہم کو معلوم ہے یہ ذوقِ تلاش
 عمر گزری ہے جستجو کرتے
 فرق رہتا ہے حسن و عشق میں کچھ
 دور گر قیاسِ راؤ تو کرتے
 پاس پہنچے تو گفتگو نہ ہوئی
 ورنہ رہاں تھی گفتگو کرتے

اُن کے تار نگاہ سے ہزار
 دل کے زخموں کو ہم نہ کرتے

ہم بھی خود کو تباہ کر رہے
 تم دردِ صحتی نکا دہ کر رہے
 وہ ہماری تباہیاں ہیں کہ تم
 ان سے پھر کبھی بڑھ کر رہے
 دل میں حسرت یہ گہی بن رہی
 نالہ بے پسند و کر رہی
 کیا لرم دیکھتے ہیں جہت کے
 کاش تو پھر گناہ نہ کر رہی
 شب کی تم بے قرار یوں کی
 شبِ شہم کو گواہ کر رہی

شش مانگناہ مت لیکن کاش یہی گستاہ کر لیتے

پھر اسی ناز سے سر کے ال پر اکسہ چھتی نگاہ کر لیتے

وہ رہیں رہ کے کاش یہی گستاہ کر لیتے

سچ رہ رہا وہ گاہ کر لیتے

ہمیں رنج و اہم سے دور رہنا ہی نہیں آتا

بھلا کیا مسکرائیں شکر اتا ہی نہیں آتا

حیمنوں کی خلیا کہ بے حجت کی تحبلی

نگاہوں میں سناؤں کی سمنا رہی نہیں آتا

ترجمہ ناز میں جا بٹ رہی شکر کی تحبلی

سرمہ ناز میں آیا جہاں اتا ہی نہیں آتا

نگاہوں میں سمنا رہی شکر کی تحبلی

نگاہوں میں سمنا رہی شکر کی تحبلی

اتنا ہی نہ تو تہہ نہ سے کر تہہ نہ تو تہہ نہ

ہمیں تو تہہ نہ تو تہہ نہ سے کر تہہ نہ تو تہہ نہ

ہست ہم رو چکے تھے اب رلائے شوق سے انکو

قیامت تو یہ ہے ہمیں کور لانا ہی نہیں آتا

بھلا کیونکر بڑھے پھر دونوں عالم کی یہ تابی

وہ کہتے ہیں نقاب رخ اٹھانا ہی نہیں آتا

محبت کا سری بس سزا دو وہ خودی تو کرتے ہیں

انہیں کیا آزما میں - آزما نا ہی نہیں آتا

خبر بھی ہے اسے تو ہمارے سہ

گریاں کوئی سزاوار محبت

نہ یاں گریاں جنوں تعشوق

ڈسکارا میں سکو کڑاں میں سید ہیں

تو نہ تو نہ مال کو کیا تہ

نہ نہ نہ ہی کیوں سنا میں ہوں

شہر کے چند نکا ہوئے مستی

نکا بہ نکلہ دم ڈھاکے مجھ پر

جنوں کی سے یہ بہراؤ نہ نہ

بے گریاں ناگوار محبت

آنکھوں نے دیا جھکوب عام محبت کا
 پہلے نہ بتایا تھا انجھام محبت کا
 معلوم نہیں کیا تھا معلوم نہیں کیا ہو
 آنکھوں نہیں تمہاری بھی موتی سے تھکتے ہیں
 میں عشق کا بندہ ہوں اک فرض ہے میرا
 نظروں کاں اور آنکھوں کے فرق تری اتنا
 پھر یاد ستاتی ہے پھر چکیاں آتی ہیں
 شاید کہ پھر آئے گا پیغام محبت کا

دھماکے ہیں مظالم بھی سوا بھی کیا تم کو
 بہتر ادا نہ ہو گز لو اب نام محبت کا

یہ کہ دوں محبت سے بیزار ہو نہیں
 مری سمیت جیسے غموں کو تہاں کے
 ہی پارہ رانی پر دنیسا نہ جاسے
 کرشمے کرتے تھے کیا کوئی رہا سنے
 جو نہ ت مری سو رہو سے تو کیا سے
 اک گفت ہیں ہر دم گرفتاروں ہیں
 غموں کی بدولت ہی غمخوار ہوں ہیں
 شدا جانتا ہے گنہگار ہوں ہیں
 یہی سبے رشتی ہے کہ بیشمار ہوں ہیں
 خود اپنی جگہ پر تو بیدار ہوں ہیں

نہ معلوم کس کی ہے مجھ کو تمنا
 نہ معلوم کس کا خدیوار ہوں میں
 بہت دور ہوں کفر و پیاں کی طرف سے
 انہیں سجدہ کرنے کو تیار ہوں میں
 نہ خود ستے ہوں ہشیار بڑا دلکش
 نہ دل ستے ہی اپنے شہر دار ہوں میں

بتلاؤں میں نظروں میں مری کیپ سے جوانی
 دیکھا ہوا سب ایک تماشا ہے جوانی
 ہے سخن کی صورت تو کہیں سخن کی صورت
 و نیب نہ یہ تجھے کہ تماشا ہے جوانی
 اپنا ہی نہیں کوئی جو یہ راز بہت دے
 حسرت سے جوانی کہ تمنا ہے جوانی
 جاوے اچھی کہتے ہوئے گزر سکے ہیں ادا ہوئے
 کچھ بھی نہیں اک سخن کا سا بچہ سنا
 تم زبانِ نبوت ہو تبست ہے مراد
 قدس تمنا ہو تمنا ہے جوانی

کہنے لگیں ان سرخبریں آنکھوں سے جو پوچھا
 اک دعوتِ مستی کا تفتاح ہے جوانی
 یوں تم جو مٹے جاؤ ہو ہزار و کسی پر
 تم نے بھلا کس چپیز کو سمجھا ہے جوانی

پہلے تو ملاں تھا غمِ سرہ کشا کوئی نہیں
 اب یہ کھلا ہے مانجرا غم کی دوا کوئی نہیں
 میرا نیش ز عشق بھونک رہا ہے نیازِ عشق ہے
 دل میں ہیں لکڑے سب پر دعا کوئی نہیں
 ایک نگاہِ لطیف نے غمِ سرور مستمرد و غمِ ادب
 یا تو اس صبرا زخمی کرتے قلوب میں یا تو وہ نہیں
 ہاں ہر قصور و ایرادوں سے جہ گنہگار ہوں
 اپنے گمراہ سے پوچھو میری منزل کوئی نہیں
 میری نگاہِ شوق کا دیکھو چشمِ بنِ نقاب
 میری نگاہِ شوق میں نہر سے سو کوئی نہیں

غم نہیں ہے ہمیں ملال نہیں
 حال یہ ہے کہ کوئی حال نہیں
 سر جھکایا تھا حکم پر میں نے
 سر اٹھاؤں میری مجال نہیں
 بیت جاتے ہیں دن بھی ساون کے
 میری توبہ کا اب وہ جان نہیں
 مل چکا مجھ کو جو بھی ملتا تھا
 اب مجھے حسرتِ سوال نہیں
 آپ کا ہے فقط خیال مجھے
 غم میں اپنا تو کچھ خیال نہیں
 رات دن کس لئے پھر اگر یاں
 زندگانی اگر وبال نہیں

ضبط کرنا کمال ہے ہزارو
 آہ کرنا کوئی کمال نہیں

اک دل مغموم کو آفسو بہانا آگیا
 ناز و اسے ناز کرنے کا زمانہ آگیا
 اللہ اللہ میری منزل اس سے بھی آگے ہو گیا
 جس جگہ جھکتے ہیں سر وہ بھی ٹھکانا آگیا
 میری جانب لے چلا صیاد جب میرا قفس
 ہیں یہی سمجھا کہ میرا آستانہ آگیا
 آپ کے غلوں سے توبہ پر وہ نظر آنے لگے
 میری نظروں میں سب کرنا زمانہ آگیا
 آستائے غم میں بھی سر و سرش داغ نہیں
 تو مبارک ہو تجھے بھی شکر آنا آگیا
 خامکار عشق بھی اب بچہ کارِ عشق ہیں
 سدمے سہنا آگئے ہیں غم اٹھانا آگیا

پاؤں میں لٹخ رہے تھے میرے بند ہیں آنکھیں تھیں
ہوش میں ہزار آؤ وہ آستانہ آگیا

تیری ہی تجلی سے ہر اک شام دھڑک رہی ہے
ہر لمحہ ہر انداز محبت کا اثر ہے
ہر کام پہ ہیں کس لئے مجھ سے نہ گزاروان
تو نے عجب انداز سے نگاہ کشن کو نوازا
اب کے کچھ اس انداز سے جو فصل گل آئی
وہ دور گیا وقت گپ انا صح ناداں
حیران ہوں کیونکر کہ نظر کھپ رہی نظر ہے
سہرے تری چوکھٹ پہ ہیں ہزار
مشہور زمانہ میں سرا ذوق نظر ہے
جس کو تراکشن میں بڑنگ گل تر ہے
دامن کو خبر ہے نہ گریباں کو خبر ہے
اب عشق کی انجمن ادھر ہے ادھر ہے
ہزار کو کیوں دیکھ کے حیراں ہے زمانہ
ہزار پہ اک حبان محبت کی نظر ہے

وہ کسے دل گیا قسار گیا
کس نے کی مجھ پہ یہ ننگہ کریم
خیر یہ ہے کہ اختیار گیا
کون عالم سرا سوار گیا
سچ سمجھتے تھے آپ کا وعدہ
جہاں ہے آج اعتبار گیا

ہائے یزگاہ ناز و دوست آنکھوں آنکھوں میں دل کے پار گیا
 دل کی بازی لگا کے نظروں سے جیتے جیتے ہیں مار گیا
 ہے خبر؟ کوئی آستان پر ترسے سجدہ عاشقی گناہ گریں
 ہے تمنا اسی کی پھر بہت زاد
 جس کی عقل میں لاکھ بار گیا

کیا تمہیں یہ نہیں معلوم محبت والو
 ہیں بھی اس غم میں ہوں مغموم محبت والو
 کیفیت کہتے ہیں جسے عشق کی حد سے۔ بے دور
 عشق ہے عیش سے شرم محبت والو
 کیا کرے وہ درِ باناں پر نہ سے جان اگر
 جس کا اچھا نہ ہو مغموم محبت والو
 دورِ خوشیوں سے رہا دورِ سرت سے رہا
 صرف میرا دل مرحوم محبت والو
 تمہارے جب بھی کسی مظلوم کو قہر چھڑا

آئی یاد دل مرحوم محبت والو

کون سیجے جو کہ محبت میں ہوا ہے شاداں

ایک میں ہی نہیں محروم محبت والو

کیا مری طسرح تمہارا بھی ہوا ہے دل خوں

تم ہو کس واسطے مغموم محبت والو

کس پہ ہزارو مٹا کس پہ ہوا وارفتہ

اس کو یہ بھی نہیں محروم محبت والو

زندگی کا مسئلہ دیا تو نے ان کو میرا بنا دیا تو نے

جب بھی ہو دکھا دیا تو نے دل سے سب کچھ بھلا دیا تو نے

جسے میرے پاس سب تر اصدقہ کیا بتاؤں کہ کیا دیا تو نے

دلِ حسرت زدہ کی رکھ لی لاج ان کو دل میں بٹھا دیا تو نے

میرے بستی کا مدعا کیا ہے مجھ کو یہ بھی بتا دیا تو نے

زندگی پہ کچھ کیسا ڈالی زیست کو جگمگا دیا تو نے

ان کی الفت کا آج اسے ہزارو نقش دل سے مٹا دیا تو نے

افسانہ جنوںِ محبت نہ پوچھئے مغموم ہوں میں کس کی بدولت نہ پوچھئے
 کیا چیز ہیں جس وِ محبت نہ پوچھئے ہر شے ہے اک فریبِ حقیقت نہ پوچھئے
 توبہ پاختیار نہیں رہے وگرنہ آج کیا کہہ رہی ہے میری طبیعت نہ پوچھئے
 بہتر تو ہے یہی کہ زباں بند ہی رہے کیا مجھ کو آپ سے شکایت نہ پوچھئے
 اب تو بغیر غم کے بہلتا نہیں ہنسل مجھ کو غموں کی کیوں ضرورت نہ پوچھئے
 اک خانماں خراسیہ بزارِ جان و دل اک خانماں خراب کی جرأت نہ پوچھئے
 ہزار کائنات مری سست ہو گئی
 کیا کہہ گئی نگاہِ محبت نہ پوچھئے

آ اور دل و جب گریں نظر میں سہانے جا
 میرے تصورات میں ہر وقت آئے جا
 مجھ کو نہ دیکھ میسے غموں پہ نہ کر نظر
 تو مسکرا رہا ہے تو ہاں مسکرائے جا
 تو سنکے کیا کرے گا مرے قصہ ہائے غم
 ہاں تو ہی کچھ پیامِ محبت سنائے جا

ان جلوہ ہائے حسن سے تر چھی نگاہ سے
 گر اور کچھ نہیں تو قیامت ہی ڈھائے جا
 جلو سے دکھائے ہوش ہمائے بجا نہ رکھ
 نیز ناک حسن و شوق کا منتظر نہ کھائے جا
 مملو ہوں وہ خوشی سے کہ لبر ز غم سے ہوں
 ہر وقت میرے دل کی غنائوں پہ چھائے جا
 کب تک نہ مسکراؤں گا جسے دیکھتا مجھے
 نظروں سے اپنی دل کو مرے گدائے جا
 ستر بستر اکا ہم ہے بہر اوسے نہ پوچھ
 جو تیرے دل کو بھائے وہی گنگنائے جا

نیز حسن و جمال دیکھتا ہوں جلوہ لازوال دیکھتا ہوں
 دیکھوں آئے ہیں یا نہیں آئے آج اپنا کمال دیکھتا ہوں
 رستانِ رنج و غم کے آئینہ میں اپنے دل کا مال دیکھتا ہوں
 آگے قہر میری دستِ سوال ان سے کر کے سوال دیکھتا ہوں

تم تجھے لا جواب دیکھتے ہو میں تمہیں کسے نشان دیکھتا ہوں
 ختم کرتا ہوں غم کا افسانہ غیر اب ان کا حال دیکھتا ہوں
 کس کے جلوے ہیں فتنے فتنے میں کیسے خیال و قال دیکھتا ہوں
 خوب گزرا وہ سال تو بڑا
 کیسے گزرے یہ سال دیکھتا ہوں

بھلا تو اس قدر غم کوئی کیوں ہے کوئی تو بات ہے خاموش کیوں ہے
 اگر تو نے نقاب الہی نہیں ہے تو پھر سارا جہاں ہیوش کیوں ہے
 نکلا ہیں تو تری میری طرف ہیں یہ فصل کھل کی کھل سے نوش کیوں ہے
 سجد میں کچھ نہیں آتا الہی محبت اس قدر غم کوئی کیوں ہے
 لگا ہوں میں مری آکر سہا جا لگا ہوں سے مری رو پوش کیوں ہے
 تری غلبت میں سب کچھ کہہ ہی گئی ترے آگے زباں خاموش کیوں ہے
 ادھر آج کو میں سجد سے گزاروں تو یہم ناز میں رو پوش کیوں ہے

اُٹھی بڑا دنیا پھر چشم سنا کی
 دنیا دنیا کی سے بردوش کیوں ہے

دنیا کو کامیاب سمجھنا کر رہے ہو کیوں

تم خود کو بے نقاب سمجھنا کر رہے ہو کیوں

کیا لطف ہے جو ایک ہی عالم نہ رہ سکا

ذروں کو آفتاب سمجھنا کر رہے ہو کیوں

جو اپنے دل میں تم کو جگہ دے چکے انہیں

یوں تانناں خراب سمجھنا کر رہے ہو کیوں

جہانوں کو اپنے روک لڑجھ لڑ کر م کر رہے

عالم مرا خراب سمجھنا کر رہے ہو کیوں

اس حسنِ نوبہ سے مرقِ چشمِ شوق کو

منت کشِ شبابِ بیدار رہے ہو کیوں

میں یاد آ رہا ہوں؟ کہ شراب تہہ ہو تم

تخیل سے حجابِ بیدار رہے ہو کیوں

ہزاروں کمانا ہزل سے بے یوفا

اس شورش سے خطا ب بیدار رہے ہو کیوں

دل کا تمہارے سمت اشارہ ہے کیا کروں
 ہر وقت لب پر نام تمہارا ہے کیا کروں
 دنیا سے عاشقی میں کوئی بھی نہیں مرا
 اک تیری ذات دل کا سہارا ہے کیا کروں
 کوئی نہیں ملال کا سہکتی جہان میں
 مجبور ہو کے تم کو پکارا ہے کیا کروں
 دنیا میں سب کو ہوتا ہے اپنا ہی کچھ خیال
 بچہ کو فقط خبیث الی تمہارا ہے کیا کروں
 غیروں کا ذکر کیا ہے گلہ ہے جہاں کا کیا
 میرا اہم نہیں کو گوارا ہے کیا کروں
 انا کہ رنگ و بو سے چین ہے ہمارے پر
 پیش نگاہ ! اُن کا نظارہ ہے کیا کروں
 اے نا خدا مجھے بھلا س حل کی فکر کیا
 ہر موج بحرِ محبت کو کنارا ہے کیا کروں
 ہزاروں کیلئے اُنکے واسطے اب تو ہر اک فریب گوارا ہے کیا کروں

نظر سے اشارہ سرِ شام اُن کا
مجھے یاد ہے ہاں بہ اندازِ رنگیں
انماؤں کے تنظیمی سیسے گزار
محبت کے ماروں کو کیا پوچھتے ہو
وہ تو اپنی زلفوں کو سلجھا رہے ہیں
محبت کی دنیا میں جو بھنس چکے ہیں
نہ کیوں ہر قدم پر ہیں سجھے گزاروں
تو ہیں اُسکے دنیا کے الفت میں شاکی

مبارک محبت کو پیغام اُن کا
وہ آنا سرِ نظرِ عام اُن کا
سرے لب پہ آیا جو نہی نام اُن کا
نہ آواز اُن کا نہ انتخاب اُن کا
اشارہ نہیں ہے سونے شام اُن کا
نہ راحت ہے اُن کی نہ آرام اُن کا
تصویر ہے مجھ کو ہر کام اُن کا
محبت میں ہے جہدِ خفا اُن کا

مرنام؟ اے اہلِ بزمِ محبت
مرنام؟ ہزارِ نامِ اُن کا

تم ہم اٹھائے چلے جا رہے ہیں
سبیں بٹور شہزادیں جلو سے تیار
وہ رواد سنتے نہیں ہیں تمہاری
کئے ال میں ہیں دُکھوں میں یہاں

وہ ہیں ظلم ڈھائیے جیسے جا رہے ہیں
نظر میں ہمارے چلے جا رہے ہیں
مگر ہم سنائے چلے جا رہے ہیں
محبت پر چپائے چلے جا رہے ہیں

میں نے سب وحشت؟ میرے دست و ^{حش} وہ دامن کپٹے چلے جا رہے ہیں
 کرم ہو گا کیا اور اس سے زیادہ تصور میں آئے چلے جا رہے ہیں
 مبارک ہو مجھ کو مری نا تو اتنی قدم ڈگمگائے چلے جا رہے ہیں
 کوئی رائے ہے اس میں ہزار مضطر
 کیوں سکرائے چلے جا رہے ہیں

مجھے غم نہیں اس بات کو مٹی کی طلب ہے
 نسیم باد بھری مست فندروں کی ساتی
 مجھے اپنے تئیں توڑیوں پہ کرنے و بچنے
 مقتدر ہیں لکھے میرے آپ ہی کو
 غمیں میں تو مجھے کو مزا مل رہا تھا
 جہنم کی دیر زندگی دینے والے
 ندایا نیکی زندگی کی طلب ہے
 میں بچو و سا ہوں آگ کی غم ہے
 ہزار بارہوں میں زندگی کی طلب ہے
 نہ سے مجھے آپ ہی کی خبر ہے
 یہیں سنہ کہا کیوں ہو تو کی غم ہے
 مجھے عشق کی زندگی کی طلب ہے

ہیر ہزار تار کیوں نہ دگر
 مجھے عشق کی روشنی کی طلب ہے

یہ خطا بار بار کرتے ہیں

ہم گریباں کو اپنے دست جنوں

تیری اذیت میں جان دینے کو

دیکھتے رہیں تیرا رشتے میں

جو ہمیں بیدار کر جو ہے ظالم

ہم نے ہم سے بڑے قرار اچھی طرح

نہ خواہجے کہ خیر ہو دل کی

تو یہ قرار جان اور باہاں

تکم چہ ہم اعتسار کرتے ہیں

آج صرف ہمارا کرتے ہیں

شہزادوں میں شمار کرتے ہیں

سیرین ہمارا کرتے ہیں

ہم نے ہم کش کو پیار کرتے ہیں

ان کو بھی بڑے قرار کرتے ہیں

ان سے نظروں کو تیار کرتے ہیں

ہم سے افسانہ شکار کرتے ہیں

بڑی خوشی سے ہم اسے بڑاؤ

اپنے منہ میں کرتے ہیں

ہم سے ہر وقت ہر وقت ہر وقت

نہ کہیں نہ کہیں نہ کہیں نہ کہیں

نہ کہیں نہ کہیں نہ کہیں نہ کہیں

نہ کہیں نہ کہیں نہ کہیں نہ کہیں

نہ کہیں نہ کہیں نہ کہیں نہ کہیں

نہ کہیں نہ کہیں نہ کہیں نہ کہیں

نہ کہیں نہ کہیں نہ کہیں نہ کہیں

نہ کہیں نہ کہیں نہ کہیں نہ کہیں

گزرتے ہیں قوموں کی سجدے ہزاروں سدا حاصل صد عبارت رہو تم
 یہ کیوں تم سے ہر آرزو کو گلہ ہے نہ یوں مرکز ہر شکایت رہو تم
 ہو کیوں آج ہزاروں غم منہ محل سے
 خدا را نہ مغموم صورت رہو تم

محبت کے ہاتھوں میں مجبور ہوں و گر نہ غموں سے بہت دور ہوں
 میں اپنے اس عالم کے قربان جاؤں نہ مغموم ہوں میں نہ مسرور ہوں
 نہیں ہوتا اب مجھ سے ضبط الم خدا جانتا ہے کہ مجبور ہوں
 مری ذات سے واسطہ ہے ترا بھلا کس لئے میں نہ معذور ہوں
 تصور کا دیکھو نہ سرفہ کمال کبھی پاس ہوں اور کبھی دور ہوں
 کہاں ہے وہ دار و درین جہد و انا الحسن کہتا ہوں منظور ہوں
 ہیں آنکھوں سے ہر وقت آنسو ریاں میں رستا ہوا ایک نامور ہوں

مرا نام بہت بڑا سنگین ہے

محبت کی دنیا میں شور ہوں

تم نے کل دنیا کے حسرت لوٹ لی
 یعنی میرے دل کی دولت لوٹ لی
 دیکھو جسرات نگاہ شوق کی
 آپ کے جلووں کی حبت لوٹ لی
 پھر اسی چشمِ حسیں کی جستِ تلاش
 جس نے دنیا کے محبت لوٹ لی
 آج غنچوں سے کیا طہِ کمال
 اُن کی نظروں کی شرارت لوٹ لی
 آپ نے لوٹا سرا صبر و قسار
 حبیب نے دامن سے وحشت لوٹ لی
 جلوہ ہائے نوبہ نور سے آپ کے
 پھر متاعِ حسنِ فطرت لوٹ لی

اس نے اسے ہزاروں کی کائنات
 بوٹنے کی تھی جو قدرت لوٹ لی

اُن کے چہرے پر حبِ زنا سب نہیں
 کیوں نظرِ میری کا بیاب نہیں
 سب تیرا کچھ میرے دہرے
 اسے دلِ خاں خاں خراب نہیں
 میں کروں اور منتِ ساقی
 تیرے آنکھوں میں کیا شراب نہیں
 چوکتا اس سے اس نے نہرِ عشق
 اک ہے اک یہ شباب نہیں
 ان کا آنا تو کچھ نہیں و شوار
 جذبہ عشق کا میاب نہیں
 میدان کی سے تو شیخ کو بہ گناہ
 مفت مل جائے اجتناب نہیں

دیکھ کر ہر حسین کو لالچ پاؤں ایسی نیست مری خراب نہیں
 ٹائے کب سے جھٹکنا پھرتا ہے اک وہ سجدہ جو کامیاب نہیں
 زندگی میری کیا ہے بستہ زاد
 زسیت وہ ہے جو کامیاب نہیں

آجھ کو ترستی ہیں یہ بے خواب نگاہیں
 ترے لئے عالم کی ہیں بیتاب نگاہیں
 دل میں ہے مرے درد تو آنکھوں میں ہیں آنسو
 ارمان تیرے ہیں تیرا سب نگاہیں
 دل پر جو پڑیں دل سے اُبلنے لگے نغمے
 نغموں کے لئے بن گئیں مضراب نگاہیں
 سو میکرے سو سستیاں ان پر سے تشریف
 یہ تو بہ شکن حاصل صد خواب نگاہیں
 ملتے ہی بدل دی مری دنیا سے محبت
 اللہ وہ کیوں ہو گئیں نایاب نگاہیں

ہزارو تمہیں یہ کہیں بد نام نہ کر دیں
پھنڈو غمگین یہ خوں ناب نگاہیں

اک آواز نے کچھ اچھا رہا ہے مجھ کو
بتاؤ تو کس نے پکارا ہے مجھ کو
کرم تو بس حالِ لطف و کرم ہے
میں قسریاں ستم بھی گوارا ہے مجھ کو
گریباں پر جسے لاکھ آنکھوں میں آنسو
یہ کس کی محبت نے مارا ہے مجھ کو
نہیں پر نہ تھی جب کوئی دل فشری
تو کیوں آسماں سے اتارا ہے مجھ کو
نہ اپنی خبر ہے نہ دل کی خبر ہے
تشیخِ دل فقط اب تمہارا ہے مجھ کو
مجھے ناخدا سے کبھی واسطہ کیا
ترہی اک نظر ہی سہارا ہے مجھ کو

محبت کے عالم میں کھویا ہوا ہوں
 ذرا آگے تم نے سنوارا ہے مجھ کو
 شکایت ہو کیا اُن کی بہتر اور مضطر
 مری آرزوؤں نے مارا ہے مجھ کو

مجھ کو چھانٹا ہے غم اٹھانے کو
 ہم خوشی میں بھی مسکرا نہ سکے
 دے اجازت سجادوں سجدوں سے
 سراٹھاتا ہے تبھی تو ہم در سے
 چاہتا دل جو سر ہٹانے کو
 اور رکھ لوں گا لاکے دو تھکے
 آج میں تیرے آستانے کو
 آجی جاسستیاں اٹانے کو
 چاہتا ہوں جو سر ہٹانے کو
 اس کے قدموں سے سر نہیں ہٹا

درد و غم سے بھرا ہے اسے بہتر

کیا نہیں وہ ترسے فسانے کو

نظیر

محبت کی دنیا

چلو اس جہاں میں محبت نہیں ہے

چلو اس جہاں میں مروت نہیں ہے

نہ ہے رنگ الفت نہ چاہت ہے اس میں

کہیں دور چل کر

ہم اپنی محبت کی دنیا بسائیں

ہے بونے وفا سے پر خالی گلستاں

کوئی چپاک دامن نہ حیراں نہ گریاں

چلو مجھ کو نصرت ہے اس گلستاں سے

کہیں دور چل کر

ہم اپنی محبت کی دنیا بسائیں

جہاں یہ نہیں آتے یہ آسماں ہر

نہ یہ رنگ و بو نہ یہ گلستاں ہو

چلو اس جگہ جس جگہ صرف ہم ہوں

کہیں دور چل کر

ہم اپنی محبت کی دنیا بسائیں

مطر بہ سے

مطر بہ ماں وہ نغمہ شیریں

جو مرے ارمانوں کو جگا دے

بے خود کر دے ہوش اڑا دے

جو مرے دل کو مست بنا دے

آگ محبت میں جو لگا دے ————— مطر بہ ماں وہ نغمہ شیریں

مست ہو گلچیں مست ہو گلشن

چاک کریں سب اپنے دامن

لوٹ لے جو لفت کا خرمن

پھونک کے رکھ دے جو مرا تن میں ————— مطر بہ ماں وہ نغمہ شیریں

جس پر سدا پاگوش ہو دنیا

مست ہو اور مدہوش ہو دنیا

ساکت اور خاموش ہو دنیا

جس پر محبت کو کش ہو دنیا ————— مطر بہ ماں وہ نغمہ شیریں

کھدو

اپنے حسن و شباب سے کھدو اپنی رنگین نقائے کھدو
 سرِ جا جانب ٹپتے نہ ساغر ہیں آنکھوں والی شراب سے کھدو
 دل کی دنیا کا واسطہ تم کو اپنے شرم و حجاب سے کھدو
 میرے اوپر نہ رگم فرمائے

روئے صدف جھوہ بار سے کھدو حسنِ ناپائیدار سے کھدو
 اپنی نیکیوں کی تھم کو قسم رنگ و بوئے بہار سے کھدو
 اپنی بدعهدیوں پہ کر کے نگاہ عشق کے اعتبار سے کھدو
 میرے اوپر نہ رگم فرمائے

اپنی بر صبح و شام سے کھدو اپنے اس حسنِ عام سے کھدو
 جو کبوتر کتاب سے میرے سینے میں شعلہ انتقام سے کھدو
 شرم مانع اگر ہو کہنے ہیں خود نہیں میرے نام سے کھدو
 میرے اوپر نہ رگم فرمائے

یہ کیا کر چلے

مرا کیا۔ سمجھ لو مجھے ہوش ہے
 علاوہ مرے اب کسے ہوش ہے
 ہر اک چیز دنیا کی بے ہوش ہے
 زمانے کو بے خود بنا کر چلے
 یہ کیا کر چلے

نہ دل کو نہ میری نظر کو سکوں
 نہ اک لمحہ قلب و جگر کو سکوں
 محبت نہ اس کے اثر کو سکوں
 غجب بے فتہاری غطا کر چلے
 یہ کیا کر چلے

ہوئے پی کے کیا جام و مل بے خبر
 کہ غنچے ہیں بے خود تو گل بے خبر
 چمن کا چین ہی ہے کل بے خبر
 یہ کیا باغ میں گل کھلا کر چلے
 یہ کیا کر چلے

جانے والے سے

خیر مجھے قلب کو ترپا کے جا رہا ہے تو
اور اپنے ظلم پر شرمناکے جا رہا ہے تو
نہ آنے کی ہی قسم لٹا کے جا رہا ہے تو

میں روکتا نہیں تم کو مگر ہوا تنہا کرم
کہ ایک جان وفا کا سلام لیتا جا

مجھے یہ علم تو جا کے اب نہ آئے گا
مگر یہ جند بڑا الفت جو تجھے کمر لائے گا
ترے بشیر یہ دل چین ہی نہ پاسے گا

مگر نہ روکوں گا تجھے کور التجا سن لے
کہ ایک جان وفا کا سلام لیتا جا

تجھے بلا یا تھا کس نے کہ جا رہا ہے یوں
کبھی غریب پہیوں ظلم ڈھار رہا ہے یوں
کہ جو شمشاد مر آئے مار رہا ہے یوں

جو کوئی خاص سبب ہے تو خیر اتنا کر
کہ ایک جان وفا کا سلام لیتا جا

چاند سے چکورو کا خطاب

اے چاند یہ بتا دے کہ کیوں اس قدر سے دور کیا ہو گیا ہے حسن پہ اپنے تجھے غرور معلوم ہے کہ سارے جہاں پر ہے تیرا نور
 کیوں پاس میرے تو نہیں آتا مرا قصور
 ہوتے ہی رات ہوتا ہے تاروں پر بالکھن اور درمیاں ہیں ہوتا ہے تو میرا زمین
 گل بوئے نور کے وہ ترانہ نور کا چین میں تجھ سے دور رہتا ہوں یہ غم و محن
 دنیا سے کیوں نہیں ہیں تیری بیوفائیاں میرے ہی واسطے ہیں یہ بے اعتنائیاں
 عشوے یہ غمزدے اور یہ کافر ادائیاں عاف سے ہیں الگ یہ تیری دلربائیاں
 کرتا ہوں تیری سمت ہیں پرواز کی طرح دیتا ہوں میرے چاند میں آواز کی طرح
 برواشت کر رہا ہوں تیرے ناز کی طرح آئینہ اپنے ظلم سے تو باز کس طرح
 آجہا کہ اپنے قلب میں تجھ کو چھپاؤں میں
 کچھ مست ہو کے گیت محبت کے گاؤں میں

جذبات انتقام

جس میں اک شمع بجے اور سیکڑوں پروانے ہیں
 جس میں اک سیاہ بونے اور سیکڑوں دیوانے ہیں
 جس میں حُسن اور محبت ہی کے افسانے ہیں

یاں اسی محفل پر نور ہیں جہاں ہے مجھے
 حشر ڈھانا ہے مجھے

جس میں اک سونے سے جوہر کو پیدا دیتا ہے
 جس میں اک رومی ہے جو شاک بہاؤ دیتا ہے
 جس میں اک جواہر ہے جو قلب بنا دیتا ہے

یاں وہی نغمہ ہے کہ کیف سنانا ہے مجھے
 حشر ڈھانا ہے مجھے

جس میں شمعیں ہیں کہ کھلے ہیں غنچے
 جس میں شمعیں ہیں کہ کھلے ہیں غنچے
 جس میں شمعیں ہیں کہ کھلے ہیں غنچے

اں ہی اشخ کو کھانوں کو جہاں ہے مجھے
 حشر ڈھانا ہے مجھے

اے بے خبر

کس قدر سنسان ہیں یہ بجزدے کس قدر بے نور ہیں دیوار و در
ہے ستاروں سے اداسی آشکار ذرہ ذرہ ہے زمیں کا لوحِ سرگر
اے بے خبر

پتہ پتہ باغ کا غم سے ہے زرد کس قدر بے رنگ ہیں گلہائے تر
غنچہ غنچہ کس طرح لب بستہ ہے شام سے بدتر ہے یہ نورِ حشر
اے بے خبر

عشق کی دنیا میں ہے بے رونقی شوخیاں ہیں اور نہ وہ کیفِ نظر
دل دھڑکتا ہے نگاہِ شوق کا ہو رہی ہے کس طرح زبرد
اے بے خبر

کس مہرِ سی محبت آہ آہ لب پہ آہِ سرور ہے اور آنکھ تر
تمہا تا یہ چہرہ زرد و زرد حلاوتِ ناگفتہ گویا پر خنجر
اے بے خبر

اگر اب تجھ میں رہا جاتا نہیں تجھ کو کیا مجھ پر ترس آتا نہیں

چاند سے

یہ کامزن ہے تو اسے ماہ خوش خرام کہہ
یہ اُٹھ رہے ہیں بھلا تھے آج کام کہہ
ہوئی تھی صبح کہاں ہو گی تیری شام کہہ

اگر ہو تیرا گزراں کی بزم میں قاصد
تو کہنا ان کہ کیوں تم نے خط نہیں بھیجا

اگر وہ اس کہیں اتنی کس کو فرصت ہے
مجھے تو ان سے نہیں ان کو مجھ سے الفت ہے
وہ لکھیں شوق سے خط مجھ کو اگر ضرورت ہے

تو اس کہنا کہ کیا دل سے لکوراہ نہیں
اسے تو چاہ ہے کیا تم کو اسکی چاہ نہیں

اگر وہ ہو کہ نخل اس پر خط لکھیں مجھ کو
نہ خط لکھیں وہ زبانی ہی کچھ کہیں مجھ کو
خدا کرے کہ وہ پیغام کچھ تو دیں مجھ کو

خدا کے واسطے تو وہ پیپ مے آنا
میری طرف سے بہت سہجی عاہیں آنا

کیوں یاد آ رہے ہو؟

اب محبت نہیں مجھے تم سے
کچھ شکایت نہیں مجھے تم سے
کوئی رغبت نہیں مجھے تم سے

میں تو تم کو بے حد چکا کب کا
اب مجھے یاد آ رہے ہو کیوں

ظلم سہنے کا وہ زمانہ گیا
غصہ ہم میں رہنے کا وہ زمانہ کیا
اشک بننے کا وہ زمانہ آ گیا

میں تو تم کو بے حد چکا کب کا
اب مجھے یاد آ رہے ہو کیوں

اپنی کوئی وفا بھی یاد نہیں
اور تمہاری سب باتیں بھی یاد نہیں
اب وہ باتیں ذرا بھی یاد نہیں

میں تو تم کو بے حد چکا کب کا
اب مجھے یاد آ رہے ہو کیوں

گل گشت

دیکھتا پھر تاقدا اک گلشن میں خوش ہمار
 ہیں سنے دیکھا اک حسینہ رور ہی سب کے زار
 پاؤں کی آہ سے چہرے کی چونک کر ٹھہرا گئی
 کچھ پسند آیا ہم کو کچھ ناز سے کشمرا گئی
 آنکھ سے آنسو فقط مجھ سے چھپا نہ سکے لئے
 نہاد اس نگاہ دو پڑے اک آنکھ سے کئے
 اس تو میں بھی سمجھا اور تھک کر رہ گیا
 اک تھم م آگے نہ اٹھ میں جتنا کہ کر د گیا
 میں اس کے پھر نہ رہا ہی جتنے یہ شہسباز
 اس سے نہ تیرا نہ تیری ہیں وہ غم و جد ملاں
 تک نہ تھا آگے ذرا اور پھر زواہوں ہم کلام
 لئے جسید سے جو طہارت تک صد ماہ تمام

یہ جوانی تیری یہ حسن قیامت زرا غضب

حسن قدموں میں ہے تیرے پھر یہ رونے کا سبب

حسن کے وہ بولی نہ پوچھو کس لئے روتی ہوں میں

ایک غم ہے جس کے باعث جان کو کھوتی ہوں میں

غم یہ ہے اس حسن کا کوئی نہیں ہے تسدرواں

کوئی ان جلووں پہ ہوتا ہی نہیں ہے مسدوباں

میری یہ زیبائشیں یہ زینتیں بیکار ہیں

جس تسدروائیاں ہیں کب یہ مجھ پر بار ہیں

دیکھنے والا بھی ان کا کوئی ہوتا تھا ضرور

عشق میں لذت تھی تھی حسن کا جب حق ضرور

دیکھ کر ہوتا کوئی مسرور یہ حسن و جمال

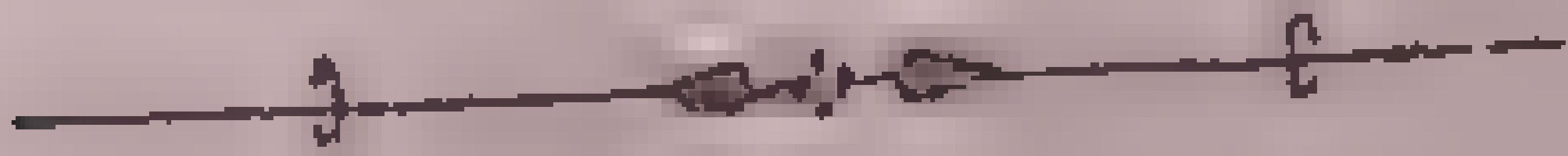
یہ میرے پر نور عارض یہ میرے خوش رنگ بال

گر ٹپ جوتا کوئی میرے خیرام ناز سے

میں بھی خوش ہوتی اس اپنے حسن کے انداز سے

میں کسی سے ناز کرتی ناز بر لاتا کوئی

میں کسی پر ظلم ڈھاتی اور نہ گھبراتا کوئی
 لیکن اس سانسے جہاں میں کوئی بھی لیا نہیں
 میں نے بڑھ کر کہہ دیا اسے ناز نہیں میں کیا نہیں



کسی سے

مے پرستوں کے خواب کی تصویر یعنی باہم شراب کی تصویر
عشق کے اضطراب کی تصویر حسن گل کے شباب کی تصویر
آنکھوں کے سامنے آج

لالہ خسرو کار کی تصویر اک مکمل ہمار کی تصویر
عشق کے اشتہار کی تصویر شان پرویز کار کی تصویر
آنکھوں کے سامنے آج

جلاوہ صبح و شام کی تصویر ایک پرکینے باہم کی تصویر
محشر گام گام کی تصویر آپ اپنے ہی نام کی تصویر
آنکھوں کے سامنے آج

سرسبز پاک صوفی کی تصویر نمکست کی غزل کی تصویر
اک مہر اپنے نذر کی تصویر جلاوہ بڑے طلوع کی تصویر
آنکھوں کے سامنے آج

آنکھوں کے سامنے آج

ساتھی سے

ساتھیا تجھ کو جوانی کی قسم اس شرابِ ارغوانی کی قسم

ایک ساغرِ مستِ آنکھوں سے مجھے

ساتھیا تجھ کو بہاروں کی قسم گلشنوں کی لالہ زاروں کی قسم

اک نظرِ تجھ پر بھی ہو تو بہشت کن

ساتھیا کیونکہ محبت کی قسم اپنے ان جلووں کی بہت کی قسم

اک نظر سے مجھ کو بھی آفتِ کاجم

ساتھیا اپنی جفاؤں کی قسم عشق کی پیہم و فاقوں کی قسم

اک نظر سے دل کی بہانہ دیکھنے

مجھ سے نہ بولو

وقتِ ستم تھا وقتِ ستم ہوں مرکزِ غم تھا مرکزِ غم ہوں
مجھ سے نہ بولو

روزِ ازل سے روزِ ابتک

مغموم ہوں میں مغموم ہوں میں

اے مرے مطربِ غموں سے حاصل مجھ پہ کرم ہوا سے اہلِ محفل
مجھ سے نہ بولو

روزِ ازل سے روزِ ابتک

مغموم ہوں میں مغموم ہوں میں

میرے مقتدر ہیں نہیں راحت مجھ میں نہیں ہے ہنسنے کی قدرت

مجھ سے نہ بولو

روزِ اول سے روزِ ابد تک

مغموم ہوں ہیں مغموم ہوں ہیں

گر ہوسٹانا مجھ کو سستا لو اس کے ناز والے حسن والو

مجھ سے نہ بولو

روزِ اول سے روزِ ابد تک

مغموم ہوں ہیں مغموم ہوں ہیں

پہلی

خود خزاں ہوں میں خود بہار ہوں میں
 اللہ اللہ نہیں ہے مجھ کو خبر
 راز ہے راز یہ مری اس عشق
 کس نے چھڑا فسانہ غم عشق
 مجھ کو کیا سہ سے خزاں جو آتی ہے
 جسے تیرا مری نہ بچھ جاسے
 ہستہ ہے کساں کرم فرما
 عادت غلط را ب نے مارا
 اسے مجبوریاں زمانے کی
 یاد آؤں میں کس طرح تم کو
 جسے بہر لہو ربط ناز و نیش مارا
 میرا گشتن ہو تم شکار ہوں میں
 خود فسر اموش روزگار ہوں میں
 ایک بھولی جونی پکار ہوں میں
 اس کو مجبورا انتظار ہوں میں

کوئی سنتا نہیں مری فسر یاد
 سب سے بہتراد شکار ہوں میں



ساجن اب تم کا ہے آئے

جاؤ کہ اب آرام ہے مجھ کو
تجسس سے نہیں کچھ کام ہے خجک

اتنے ہو کیوں گھر آئے

ساجن

اب تم کا ہے آئے

آگے تم کیوں اتنے شفا ہو
بہر اسل شوفاں کو بکھیرو

سُحُن دو میری ٹائے ٹائے

ساجن

اب تم کا ہے آئے

راہ کو تو یہ دیکھ سبباً نو
پر عجم کرو تو یہ دیکھ سبباً نو

تم کو تو چاہیں کسم پائے

ساجن

اب تم کا ہے آئے

راہ تجھے اب تم نہ دکھانا
اتنا مجھ کو مست تر پانا

تم سے کسم بند پائے

ساجن

اب تم کا ہے آئے

آؤ کریں پھر عجم کی باتیں
چھوڑ دیں پھر دنیا کی گتائیں

کون بیسا تیرا ہے

ساجن

اب تم کا ہے آئے

اب تک ناپیں سماجی آئے

کسب سے ان کا رن ٹیٹ ہو کر کسب سے ان کی راہ نکلتی ہوں

راہ نکلتی ہو کر سے نہیں پرانے

اب تک ناپیں سماجی آئے

اک اک پر پہلے ہو کر پہلے ہو کر

ان پر ہو کر پہلے ہو کر

اب تک ناپیں سماجی آئے

ان کو ٹیٹ کی کیا وہ کہیں آئے

ان کو کیا کوئی مر جائے

اب تک ناپیں سماجی آئے

ان کو ٹیٹ کی کیا وہ کہیں آئے

اب تک ناپیں سماجی آئے

اب تک ناپیں سماجی آئے

پیت منو ہر روگ سکھی ری

پیت منو ہر روگ

پیت میں دکھ ہی دکھ ہوتا ہے ہر روگ میں سکھ ہوتا ہے

اس کا سجاؤ ہے جوگ

سکھی ری

پیت منو ہر روگ

پیت کی ہے دنیا متوالی پیت کی پی ہے سب نے پالی

پیت نیا بنوگ

سکھی ری

پیت منو ہر روگ

سُن کر پوچھا کیا کہتا ہے دیکھو رے بنو را کیا کہتا ہے

کیا کہتے ہیں لوگ

سکھی ری

پیت منو ہر روگ

جھولا جھولوری سسکی

جھولا جھولوری

امٹا امٹا یوں بدرا چھاسے
جھولتے جیسے ساجن آسے

ساجن کو مست جھولوری

جھولا جھولوری

جھولا جھولوری سسکی

سکھتیوں کے سنگت گجھاؤ

اوپر نیچے سرول میں ہل لگاؤ

توہین پر مست کچھولوری

جھولا جھولوری

جھولا جھولوری سسکی

گنا کر سب کو مست بناؤ
اور بچے اور بچے پیٹاٹے ہمارے

پاکتہ سے شاخیاں تھوڑی

تھوڑا تھوڑی

تھوڑا تھوڑی

تھوڑا تھوڑا کر پی دیکھتے ہیں
اُن کو تھوڑا دیکھتے ہیں

بستہ : یہ تھوڑی

تھوڑا تھوڑی

سختی

اب نہ ہمیں تڑپاؤ
 ہر تڑپ سے درشن نہیں پائے دل نہ بھلا کیونکر گھبرائے
 جسم کرو اب تو آجاؤ
 سبھنی

اب نہ ہمیں تڑپاؤ
 پریم کا روگ گجاسے من کو چاہن نہیں اک پل جیواں کو
 دکھ جیون کا آکے مٹاؤ
 سبھنی

اب نہ ہمیں تڑپاؤ
 تڑپا کر تم کیسے پاؤ گی یاد رہے چپے پچھتاؤ گی
 مان ہو کہتا آج بھی جاؤ
 سبھنی

اب نہ ہمیں تڑپاؤ

جباری کھمبے پی کو سنا دے جھولن کے دن آئے

جھولن کے دن آئے

پڑنے لگی ہیں سینہ کی پھواریں

گاتی ہیں سکھیاں مل ملہا رہیں

میں روتی ہوں بہن ماری مورا جیہا گھبرائے

جباری کھمبے پی کو سنا دے جھولن کے دن آئے

جھولن کے دن آئے

ٹنڈی واماو ہے نیک نہ لاگے

دیکھوں کب موری قسمت رہاگے

دیکھو کالی کالی گھٹائیں موہے اندھیری چھائے

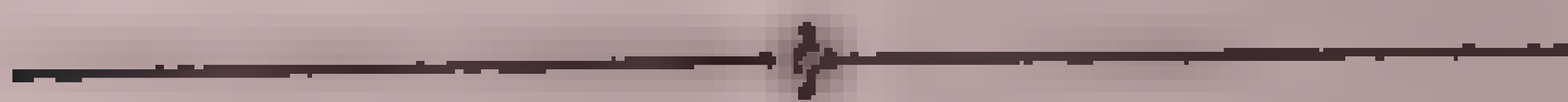
جباری کھمبے پی کو سنا دے جھولن کے دن آئے

جھولن کے دن آئے

پنی سنگ جھولیں رہی سکھیاں

ہیں موہے بہن ہیں سن کی بتیاں

کون جتن کروں میں دکھیا رہی پی کو ترس آجائے
 تنہا رہی میرے پی کو سنا دے تجھو لن کے دن آئے
 تجھو لن کے دن آئے



ساجن تم بن دل ہے اداس

جینا ہے میرا دشوار
غم کے ہاتھوں ہوں لاچار

تم جو نہیں ہو میرے پاس
ساجن تم بن دل ہے اداس

یہ میرے نالے کب تک
دل میں رہیں تھالے کب تک

پریم نہیں ہے مجھ کو راس
ساجن تم بن دل ہے اداس

ساجن اب آؤ آؤ
نینوں کو مست ترساؤ

نکلے کیونکر ان کی بھڑاس
ساجن تم بن دل ہے اداس

اور کسی ہم چھوڑا چھوڑا ہے

کشتی ہو ایسے چھوڑا ہے
چھوڑوں کا کھ چھوڑا ہے

شوق سے چھوڑا شوق سے چھوڑا ہے
اور کسی ہم چھوڑا چھوڑا ہے

تپ سے تپ سے ہیں بدراکار سے
خوب پرستے ہیں یہ پیار سے

شوق سے چھوڑا شوق سے چھوڑا ہے
اور کسی ہم چھوڑا چھوڑا ہے

پڑ کے خیال آتے ہیں من میں
تپ سے تپ سے ہیں من کو کشن میں

شوق سے آئیں شوق سے چھوڑا ہے
اور کسی ہم چھوڑا چھوڑا ہے

ساجن تم سے ہے یہ بہار

چھوٹوں کی لالی میں تم ہو
باغ کی ہریالی میں تم ہو
جب تک تم آئے نہ تھے سایے
چھوٹ یہ کہلائے تھے سایے

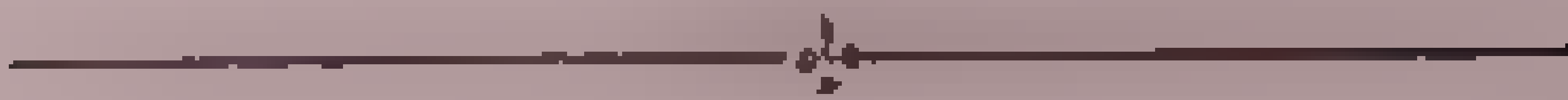
اب تو یہ ہنستے ہیں ہر بار
ساجن تم سے ہے یہ بہار

چھوٹوں پر جتنا بے شہ باب
تم نے برساتی ہے شراب
تم کو خبر کچھ ہے اس کی
کیوں یہ فضا میں ہیں ہس

دیکھ کے ہم دونوں کا چہرہ
ساجن تم سے ہے یہ بہار

پریم کی سب سے ساری
 بیل کیوں نہ ہو مستوری
 چٹو لوں کو بھی منسنے دو
 کلیوں کو بھی نہ مکنے دو

آؤ چٹیریں دل کی پکار
 سا جن تم سے ہے یہ بہار



جھولنا جھولے ری مری نہی نو ملی!

اونچے اونچے جو پینگ بڑھے ہیں
اُس کے اوساں دُور کھڑے ہیں

اوتی کہے البیلی

جھولنا جھولے ری مری نہی نو ملی

کہتی ہے وہ میں تو گری رے
ٹائے مری رے ٹائے مری رے

خوب کرے اٹھکیلی

جھولنا جھولے ری مری نہی نو ملی

دیکھ کے پی کا بنتا پسرہ
آگئی اس کو دیکھو لحب

خوب ہی کھل کیلی

جھولنا جھولے ری مری نہی نو ملی

کوئی ایسا سُننا آئے

جا پونچوں ندیا کے کنارے

بہتے ہوں چاندی جیسے آگے

پون چلے ایسی دھاتی جس سے لہرائے

کوئی ایسا سُننا آئے —————

بائیں کھیں گجوم رہی ہوں

پھولوں کا منہ چوم رہی ہوں

روش روش پھیرا ڈیسے بند کلاں سکاٹے

کوئی ایسا سُننا آئے —————

مستہ چلے بیوان کی پاتی

پھول سے بھی بڑھتا جاسے پاتی

پاتی ہیں وہ روپیہ جو پیا پتھر لونگوں سے

کوئی ایسا سُننا آئے —————

خوش خوش پینگ پڑھا نہیں

بنادیوں کی بوچھڑا
جگہ ہیں آئی ہمار
یہ دہے رک ہمار

آؤ ہم سب مل کر گائیں
خوش خوش پینگ پڑھا نہیں

ایسے سہے یہ بہان
دل تہیں پرتہ بان
جس پر صد قے بہان

آؤ ہم سب مل کر گائیں
خوش خوش پینگ پڑھا نہیں

دل ہونہ کیوں محسوس

مست ہوا سے پتہ

موسم کا دستور

آؤ ہم سب مل کر گائیں
خوش خوش پینگ پڑھائیں

یا دہیا کی آئے

دل کی کئی کھل جائے

بات یہ ہم کو بجائے

آؤ ہم سب مل کر گائیں

خوش خوش پینگ پڑھائیں



ٹوٹ گیا جیون کا سپنا

ٹوٹ گیا

پون جلی ٹھنڈی تو کیا ہے
چھائی ہے رنگینی تو کیا ہے

دل کا چھال ٹوٹ گیا
ٹوٹ گیا

جیون کا سینا ٹوٹ گیا

دل گھبرا تا ہے کیوں میرا
جیسے ہے ہر اور اندھیرا

کیا کوئی تیرے چھوٹ گیا
چھوٹ گیا

جیون کا سپنا ٹوٹ گیا

ہر مایہ سے من گھبرائے
خوشحالی سے من گھبرائے

مجھ کو کوئی ٹوٹ گیا
ٹوٹ گیا
جیون کا سپنا ٹوٹ گیا

کوئی کہے جاؤں میں کہاں
دل کا سکوں پاؤں میں کہاں

میرا مقدر پھوٹ گیا
پھوٹ گیا
جیون کا سپنا ٹوٹ گیا

کارے بدر و اچھائے سکھی پنیک بڑھے

مجمجم مجمم میگھا برسا
غنیغنی غنیغنی باغ کا مدکا

مست بہار آئے سکھی پنیک بڑھے
کارے بدر و اچھائے سکھی پنیک بڑھے

من نہیں سمجھے من نہیں مانے
تو بے نو ملی تو کیا جانے

کارے دل گھرائے سکھی پنیک بڑھے
کارے بدر و اچھائے سکھی پنیک بڑھے

پنیک بڑھاوے پنیک بڑھاوے
گیت کوئی ساون کا گاوے

موسم بدلا جائے سکھی پنیک بڑھے
کارے بدر و اچھائے سکھی پنیک بڑھے

میلہ دیکھیں کو جبر و اتر پے

میلہ دیکھیں کو

میلے ماں آئیں لاکھن بانکے انکھیاں ترس گئیں دشمن کو

میلہ دیکھیں کو

میلہ دیکھیں کو جبر و اتر پے میلہ دیکھیں کو

رنگ برنگی چوڑیاں آئیں آگ لگے گی جو بن کو

میلہ دیکھیں کو

میلہ دیکھیں کو جبر و اتر پے میلہ دیکھیں کو

گاؤنگی بھانت بھانت کے گانے سر پہ اٹھاؤں گی بن کو

میلہ دیکھیں کو

میلہ دیکھیں کو جبر و اتر پے میلہ دیکھیں کو

میلے ماں ڈولے من کی رانی دیکھیں اس کی چہن کو

میلہ دیکھیں کو

میلہ دیکھیں کو جبر و اتر پے میلہ دیکھیں کو

میں ہاں محمد حنیف پبلشر نے باہتمام ملک محمد عارف خاں پرنٹر
دین محمدی پریس لاہور میں چھپوا کر اردو اکیڈمی لاہور سے روانہ
لاہور سے شائع کیا